

TARBIYYATI CLASS

Urdu

Syllabus

2024/25



ASSOCIAZIONE THE
AHMADIYYA MUSLIM JAMA'AT
Italia

Index

Hifz

Salaat

Tafsir-ul Qur'an

Hadith

Fiqah

Tarbiyyat

Hifz Quran

DA MEMORIZZARE

SURAH QURAISH

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

لِإِلَفِ قَرَيْشٍ ۝

الْفِهْمُ رِحْلَةَ الشِّتَاءِ وَالصِّيفِ ۝

فَلَيَعْبُدُوا رَبَّ هَذَا الْبَيْتِ ۝

الَّذِي أَطْعَمَهُمْ مِنْ جُوعٍ ۝

وَأَمْنَهُمْ مِنْ خَوْفٍ ۝

١٤

SURAH AL-ASR

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

وَالْعَصْرِ ۝

إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي حُسْرٍ ۝

إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّابِرِ ۝

١٤

SURAH AL-HUMAZA

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

وَيُلْكِلُ كُلُّ هُمَزَةٍ لِمَرْقَةٍ ۝

الَّذِي جَمَعَ مَالًا وَعَدَدَةً ۝

يَحْسَبُ أَنَّ مَالَهُ أَخْلَدَهُ ۝

كَلَّا لَيَنْبَدَدَ فِي الْحُكْمَةِ ۝

وَمَا آدَرَكَ مَا الْحُكْمَةُ ۝

نَارُ اللَّهِ الْمُوْقَدَةُ ۝

الَّتِي تَطَلِّعُ عَلَى الْأَفْدَةِ ۝

إِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُؤْصَدَةٌ ۝

فِي عَمَدٍ مُمَدَّدَةٍ ۝

١٤

SURAH AL-FIL

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ

بِاَصْحَبِ الْفِيلِ ۝

أَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِي تَضْلِيلٍ ۝

وَأَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا أَبَايِلَ ۝

تَرْمِيهِمْ بِحَجَارَةٍ مِنْ سِجِيلٍ ۝

فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَأْكُولٍ ۝

١٤

Hifz Quran

DA MEMORIZZARE

SURAH AL-IKHLAS

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝
 قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ۝
 إِلَهُ الصَّمَدُ ۝
 لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝
 وَلَمْ يَكُنْ لَّهُ كُفُواً أَحَدٌ ۝
 ﴿١﴾

SURAH AL-LAHAB

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝
 تَبَّثُ يَدَا آبَيْ لَهَبٍ وَتَبَّ ۝
 مَا آغْنَى عَنْهُ مَالُهُ وَمَا كَسَبَ ۝
 سَيَصْلِي نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۝
 وَأَمْرَاتُهُ طَحَّالَةُ الْحَاطِبِ ۝
 فِي جِيدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَسَدٍ ۝
 ﴿٢﴾

SURAH AN-NASR

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝
 إِذَا جَاءَهُ نَصْرٌ اللَّهُ وَالْفَتْحُ ۝
 وَرَأَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُونَ فِي
 دِينِ اللَّهِ أَفْوَاجًا ۝
 فَسَيُّحُ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَعْفِرُهُ ۝
 إِنَّهُ كَانَ تَوَابًا ۝
 ﴿٣﴾

SURAH AL-MA'UN

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝
 أَرَءَيْتَ الَّذِي يُكَذِّبُ بِالِّدِينِ ۝
 فَذِلِّكَ الَّذِي يَدْعُ الْيَتَيْمَ ۝
 وَلَا يَحْضُرُ عَلَى طَعَامِ الْمِسْكِينِ ۝
 فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّيْنَ ۝
 الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاةِهِمْ سَاهُونَ ۝
 الَّذِينَ هُمْ يُرَاءُونَ ۝
 وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ ۝
 ﴿٤﴾

SURAH AL-KAWTHAR

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝
 إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ ۝
 فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝
 إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ ۝
 ﴿٥﴾

SURAH AL-KAFIRUN

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝
 قُلْ يَا أَيُّهَا الْكُفَّارُ ۝
 لَا أَعْبُدُ مَا تَعْبُدُونَ ۝
 وَلَا أَنْتُمْ عَبِيدُونَ مَا أَعْبُدُ ۝
 وَلَا أَنَا عَابِدٌ مَا عَبَدْتُمْ ۝
 وَلَا أَنْتُمْ عَبِيدُونَ مَا أَعْبُدُ ۝
 لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ۝
 ﴿٦﴾

Hifz Quran

SURAH AL-FALAQ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝

مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝

وَمِنْ شَرِّ خَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ ۝

وَمِنْ شَرِّ النَّفَثَاتِ فِي الْعُقَدِ ۝

۝

وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ ۝

SURAH AN-NAS

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝

مَلِكِ النَّاسِ ۝

إِلَهِ النَّاسِ ۝

مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۝

الَّذِي يُوَسِّعُ فِي صُدُورِ النَّاسِ ۝

۝

مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝

M A T E R I A

Salaat

Salaat

Niyat Namaz | نیت نماز

وَجْهُهُ	وَجْهِيَّهُ	لِلَّذِي	فَطَرَ	السَّمْوَاتِ	وَالْأَرْضَ	خَدِيْنَّا	وَمَا نَ	مِنَ الْمُشْرِكِينَ
میں نے پھیرا اپنارخ	اپنارخ	اس (ذات) کی طرف	اس نے پیدا کیا	آسمانوں کو	اور زمین کو	موحد ہوتے ہوئے	اور نبیں ہوں میں	مشکوں میں سے
Ho rivolto	il mio volto	a Colui	che ha creato	i cieli	e la terra	credendo nell'unità di Dio	e non sono	uno degli idolatri
میں نے موحد ہوتے ہوئے اپنارخ اُس ذات کی طرف پھیرا جس نے زمین اور آسمانوں کو پیدا کیا اور میں مشکوں میں سے نبیں ہوں۔								
Mi sono rivolto solo a Colui che ha creato i cieli e la terra, e non sono uno dei politeisti.								

ثناً | Sanā'

سُبْحَانَكَ	اللَّهُمَّ	وَسِعْمَدِكَ	وَتَبَارَكَ	إِسْمُكَ	وَتَعَالَى	جَدُّكَ	وَلَا إِلَهَ	غَيْرِكَ
تو پاک ہے	اے اللہ	اور تیری تعریف کے ساتھ	اور برکت والا ہے	تیر امام	اور بلند ہے	تیری شان	اور نبیں کوئی معبود	تیرے سوا
santo sei Tu	o Allah	e con la Tua lode	e benedetto è	il Tuo nome	e sublime è	la Tua gloria	e nessuno è degno di adorazione	tranne Te
اے اللہ تو پاک ہے اپنی تعریفوں کے ساتھ اور تیر امام برکت والا ہے اور تیری شان بلند ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔								
Gloria a Te, o Allah, il Lodevole, e benedetto è il tuo nome, ed esaltata è la tua maestà, e non c'è nessuno da adorare all'infuori di te.								

Ta'awwuz | تعاوڑ

أَعُوذُ بِاللَّهِ	مِنَ الشَّيْطَانِ	الرَّجِيمِ
میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کی	شیطان سے	دوستکارا ہوا
Cerco rifugio presso Allah	da Satana	il maledetto
میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں شیطان مردود سے		
Cerco rifugio presso Allah da Satan il rifiutato.		

Surah Al-Fatiha | سورۃ الفاتحة

يَسِّمِ اللَّهُ	الرَّحْمَنِ	الرَّحِيمِ	الْحَمْدُ لِلَّهِ	سُبْحَانَ اللَّهِ	رَبِّ الْعَالَمِينَ	الرَّحْمَنُ يَرْحَمُ	الرَّحِيمُ يَرْحَمُ	يَرْحَمُ الرَّحِيمَ
الله کے نام کے ساتھ	بے انتہام کرنے والا	بار بار رحم کرنے والا	سب تعریفیں	بے حد کرم کرنے والا	تمام جہانوں کا پانے والا	الله کیلئے	بے حد کرم کرنے والا	بے انتہام کرنے والا
Nel nome di Allah	il Clemente	Signore dei mondi	per Allah	tutta la lode	il Misericordioso	il Clemente	il Misericordioso	il Misericordioso
مالکِ یوم الدین	إِلْهِنَا	لَسْتَ عَيْنُ	قَائِمَكَ	تَعْبُدُ	إِيَّاكَ	تَعْبُدُ	إِيَّاكَ	إِيَّاكَ
مالک	بِسْمِ اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ	بِسْمِ اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ	أَوْ صَرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ	بِسْمِ اللَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ				
Maestro	guidaci	noi chiediamo aiuto	e a Te solo	noi serviamo	a Te solo	del giorno del giudizio	del giorno del giudizio	del giorno del giudizio
صِرَاطٌ	وَلَا الضَّلَالُ	غَيْرُ المُفْسُدِ عَلَيْهِمْ	عَلَيْهِمْ	أَعْلَمْتُ	الَّذِينَ	الَّذِينَ	الَّذِينَ	الَّذِينَ
راسة	اور نہ گر اہوں کا	نہ کہ جن پر غصب نازل ہوں	ان پر	تونے انعام کیا	ان لوگوں کا	ان لوگوں کا	ان لوگوں کا	ان لوگوں کا
la via	e che non sono andati smarriti	che non hanno suscitato scontento	su di loro	Tu hai favorito con grazia	di coloro	del giorno del giudizio	del giorno del giudizio	del giorno del giudizio

Salaat

اللہ کے نام کے ساتھ (شرع کرتا ہوں) جو بے حد کرم کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ سب تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جو تمام جہانوں کا پانے والا ہے۔ بے حد کرم کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔ جزا از کے دن کاما لک ہے۔ ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجوہ سے ہی مدد مانگتے ہیں۔ ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔ ان لوگوں کا رستہ جن پر تو نے انعام کیا۔ نہ کہ ان لوگوں کا (رستہ) جس پر تیر اغصہ نازل ہوا اور نہ گمراہوں کا۔

Nel nome di Allah, il Clemente, il Misericordioso. Ogni lode appartiene ad Allah, Signore di tutti i mondi, il Clemente, il Misericordioso, Padrone del Giorno del giudizio. Te soltanto adoriamo e soltanto da Te imploriamo aiuto. Guidaci per il retto sentiero, il sentiero di coloro ai quali hai elargito i Tuoi favori, di coloro che non sono incorsi nella Tua ira e che non si sono fuorviati.

Surah Al-Ikhlas | سورة الاخلاص

تَسْبِيحٌ وَ تَسْمِيعٌ | Tasbih & Tasmi'

سبحان	زین	العظیم
پاک ہے	میر ارب	بڑی عظمت والا
Santo è	il mio Signore	il Più Grande
پاک ہے میر ارب بڑی عظمت والا		
Santo è il mio Signore, il più Grande.		
سمع الله	بلن	حمدۃ
سن لی اللہ نے	اس کی جس نے	اس کی تعریف کی
Allah ascolta	colui che	Egli lo loda
اللہ نے اس کی من لی جس نے اس کی تعریف کی		
Allah ascolta coloro che Lo lodano.		

Tamhīd | تَحْمِيد

Salaat

تَسْبِيح | Tasbih

الأخلي	رَبِّي	سُبْخَانَ
بڑی شان والا	میر ارب	پاک ہے
l'Altissimo	il mio Signore	Santo è
پاک ہے میر ارب بڑی شان والا		
Gloria al mio Signore, l'Altissimo.		

دونوں سجدوں کے درمیان کی دعا | Dua | Jilsah (Posizione seduta tra le due prostrazioni.)

وازْفَعْنِي	وازْدَفْنِي	واجْزَنِي	وَعَافِنِي	واهْدِنِي	وازْخَفْنِي	الْغَفِرْنِي	زَيْ
اور میرے درجات بلند کر	اور مجھے رزق دے	اور میری اصلاح فرمادے	اور مجھے عافیت عطا فرمَا	اور مجھے بدایت دے	اور مجھ پر حم فرمَا	مجھے بخش دے	اے اللہ
e innalzami (di rango)	e provvedimi	e migliorami	e proteggimi	e guidami	e abbi pietà di me	perdonami	O mio Signore
اے اللہ مجھے بخش دے اور مجھ پر حم فرمَا اور مجھے بدایت دے اور مجھے عافیت عطا فرمَا اور میری اصلاح فرمادے اور مجھے رزق دے اور میرے درجات بلند کر							
O Signore, perdonami e abbi pietà di me guidami e mantienimi in buona salute, compensa le mie mancanze, provvedimi e sollevami.							

تَشْهِيد | Tashahhud

وَبِرَّكَاتِهِ	وَرَحْمَةِ اللَّهِ	أَلَّهُمَّ إِنِّي أَنْذُنُكَ بِرَبِّكَ	أَلَّهُمَّ إِنَّمَا أَنْذُنُكَ بِرَبِّكَ	أَلَّهُمَّ إِنَّمَا أَنْذُنُكَ بِرَبِّكَ	وَالصَّلَوةُ عَلَى مَحْمَدٍ	وَالصَّلَوةُ عَلَى الْأَئِمَّةِ	اللَّهُمَّ إِنِّي أَنْذُنُكَ بِرَبِّكَ
اور اس کی برکتیں	اور اللہ کی رحمت	اے نبی	سلامتی ہو تجھ پر	اور سب پاکیزہ چیزوں پر	اور سب عباد تمیں بھی	الله کیلئے میں	ہر قسم کے حقے
e le Sue Benedizioni	e la Misericordia di Allah	o Profeta	Pace sia su di te	e le azioni pure	e tutte le preghiere	spetta ad Allah	Tutta la testimonianza attraverso parole e azioni
اللَّهُ	إِلَهٌ	اللَّهُ	أَنْ لَا	أَمْهَدُ	الصَّابِرِينَ	وَعَلَى عِبَادِ	السَّلَامُ عَلَيْنَا
اللَّهُ	سَوَاءٌ	مَعْبُودٌ	كَمْ نَبِيَّ كَوَافِيٍّ	مِنْ گُواہی دیتا ہوں	نیک (بندے)	اور اللہ کے بندوں پر	سلامتی ہو ہم پر
Allah	eccetto	degno di adorazione	che nessuno	io testimonio	retti	e sui servi di Allah	Pace sia su di noi
وَرَسُولُهُ	عَبْدُهُ		مُحَمَّداً		أَنَّ		وَأَشْهُدُ
اور اس کے رسول	اُس کے بندے		محمد		(ک) یقیناً		اور میں گواہی دیتا ہوں
e Suo messaggero (è)	Suo servo		Muhammad		che		e io testimonio
تمام زبانی بدنی اور مالی عباد تمیں اللہ کیلئے میں۔ اے نبی تجھ پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں۔ ہم پر کبھی سلامتی ہو اور اللہ کے نیک بندوں پر کبھی۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سو اکوئی معبدوں نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ یقیناً محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔							

Tutta l'adorazione verbale è dovuta ad Allah - e tutti gli atti fisici di adorazione e i sacrifici finanziari. La pace sia con te,
o Profeta, e la Misericordia di Allah e le Sue Benedizioni. La pace sia su di noi e sui giusti servitori di Allah.

Salaat

Durood شریف | Durood Sharif

وَعَلَى أَلِّ إِبْرَاهِيمَ	غَلَى إِبْرَاهِيمَ	صَلَّيْتُ	كَمَا	وَعَلَى أَلِّ مُحَمَّدٍ	عَلَى مُحَمَّدٍ	صَلَّى	اللَّهُمَّ						
اور ابراہیم کی آل پر	ابراہیم پر	تو نے فضل نازل فرمایا	جس طرح	اور محمدؐ کی آل پر	محمدؐ	فضل نازل فرمایا	اے اللہ						
e sulla famiglia di Abramo	su Abramo	Tu hai concesso grazia	come	e sulla famiglia di Muhammad	su Muhammad	effondi grazia	O Allah						
مَحْيِدٌ		خَمِيدٌ											
بہت بزرگی والا ہے		بہت حمد والا											
sublime		degnو di lode											
اے اللہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی آل پر فضل نازل فرمایا جس طرح تو نے ابراہیم علیہ السلام اور آپؐ کی آل پر فضل نازل فرمایا۔ یقیناً تو بہت حمد والا اور بزرگی والا ہے													
O Allah, manda le Tue benedizioni su Muhammad e sulla famiglia di Muhammad, come hai benedetto Ibrahim e la famiglia di Ibrahim. In verità, Tu sei Lodevole e Glorioso.													
وَعَلَى أَلِّ إِبْرَاهِيمَ	غَلَى إِبْرَاهِيمَ	بَارَكْتُ	كَمَا	وَعَلَى أَلِّ مُحَمَّدٍ	عَلَى مُحَمَّدٍ	بَارِكْ	اللَّهُمَّ						
اور ابراہیم کی آل پر	ابراہیم پر	تو نے برکت نازل کی	جس طرح	اور محمدؐ کی آل پر	محمدؐ	برکت نازل فرمایا	اے اللہ						
e sulla famiglia di Abramo	su Abramo	Tu hai inviato benedizioni	come	e sulla famiglia di Muhammad	su Muhammad	invia benedizioni	O Allah						
مَحْيِدٌ		خَمِيدٌ											
بہت بزرگی والا ہے		بہت حمد والا											
sublime		degnو di lode											
اے اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی آل پر برکت نازل فرمایا جس طرح تو نے ابراہیم علیہ السلام اور آپؐ کی آل پر برکت نازل فرمائی۔ یقیناً تو بہت حمد والا اور بزرگی والا ہے۔													
O Allah, benedici Muhammad e la famiglia di Muhammad, come hai benedetto Ibrahim e la famiglia di Ibrahim. In verità, Tu sei Lodevole e Glorioso.													

دعائیں | Preghiere Conclusive

زُنَّا	أَنْتَا	فِي الدُّنْيَا	فِي الدُّنْيَا	حَسَنَةٌ	وَفِي الْآخِرَةِ	حَسَنَةٌ	بَارِكْ	وَعَلَى أَلِّ إِبْرَاهِيمَ
اے ہمارے رب سے آگ کے عذاب سے	بھیں عطا کر	دینا میں	دینا میں	بھیں عطا کر	اور آخرت میں	بھیں عطا کر	اور ہمارے رب	اور ہمارے رب سے آگ کے عذاب سے بچا۔
dalla pena del fuoco	nostro Signore	concedici	nel mondo	bene	e nel mondo futuro	bene	e preservaci	e preservaci
اے ہمارے رب بھیں اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی بھلائی عطا کرو بھیں آگ کے عذاب سے بچا۔								
Signore nostro, concedici il bene in questo mondo e anche il bene nel mondo a venire e proteggici dal tormento del fuoco.								

رَبَّ	إِجْلَانِي	مُقِيمُ الصَّلَاةِ	وَمِنْ ذَرَّيْتِي	رَبَّنَا	وَنَفَّلَ	يَوْمَ يَنْهَمُ	وَنَفَّلَ الْمُؤْمِنِينَ	رَبَّنَا اغْفِرْنِي
اے میرے رب	مجھے بخش دے	نماذ قائم کرنے والا	اور میری اولاد کو بھی	اے ہمارے رب	نماذ قائم کرنے والا	اور سب مومنوں کو	اوہ میرے والدین کو	اے ہمارے رب مجھے بخش دے
la mia supplica	nostro Signore	uno che compie la preghiera	e i miei discendenti	ostro Signore	rendimi	e ai credenti	e ai miei genitori	nostro Signore, perdonami
الْجَسَابُ	يَوْمَ يَنْهَمُ	وَلِلْمُؤْمِنِينَ	وَمِنْ ذَرَّيْتِي	رَبَّنَا اغْفِرْنِي	فَلَوْلَادِيَ			
حساب کتاب	جس دن قائم ہو گا							
il giudizio	nel giorno in cui avverrà							
اے میرے رب مجھے نماذ قائم کرنے والا بنا دے اور میری اولاد کو بھی۔ اے ہمارے رب میری دعا قبول فرمایا۔ اے ہمارے رب مجھے (اس دن) بخش دے اور میرے والدین کو اور تمام مومنوں کو بھی جس دن حساب کتاب ہو گا۔								
Mio Signore, fa' che osservi sempre la preghiera, e pure i miei figli. Signore nostro accetta la mia preghiera. Signore nostro, accorda il perdonio a me a ai miei genitori e ai credenti nel giorno in cui avverrà la resa dei conti.								

M A T E R I A

Hifz Dua

Hifz Dua

وضو کے بعد دعا

اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ

اے اللہ! مجھے توبہ کرنے والوں میں شامل فرم اور مجھے پاک صاف رہنے والوں میں شامل فرم۔

جنازہ کی دعا

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِحَقِّنَا وَمَيْتَنَا، وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا، وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا،
وَذَكَرِنَا وَأُنْثَانَا. اللَّهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَاحْصِهْ عَلَى الْإِسْلَامِ، وَمَنْ
تَوْفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْإِيمَانِ. اللَّهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أُجْرَهُ، وَلَا تُضِلْنَا
بَعْدَهُ.

اے اللہ! ہمارے زندہ اور فوت شدہ، ہمارے حاضر اور غائب، ہمارے چھوٹے اور بڑے، اور ہمارے مرد اور عورت سب کی مغفرت فرم۔

اے اللہ! جسے توہم میں سے زندہ رکھے اسے اسلام پر زندہ رکھ، اور جسے توہم میں سے وفات دے اسے ایمان پر وفات دے۔

اے اللہ! ہمیں اس کا اجر محروم نہ فرم، اور اس کے بعد ہمیں گمراہ نہ کر۔

M A T E R I A

Tafsirul Quran

Tafsirul Quran

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ①

(میں) اللہ کا نام لے کر جو بے حد کرم کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے (شروع کرتا ہوں)

وَيْلٌ لِكُلِّ هُمَزَةٍ لِمَزَةٍ ②

ہر غیبت کرنے والے (اور) عیب چینی کرنے والے کے لئے عذاب (ہی عذاب) ہے۔

تفسیر - صحابہ اور تابعین میں آیت وَيْلٌ لِكُلِّ هُمَزَةٍ لِمَزَةٍ کے معنے میں اختلاف

مفسرین میں حتیٰ کہ صحابہؓ اور تابعین میں بھی اس آیت کے متعلق کثیر اختلاف پایا جاتا ہے کہ جس کی وجہ یہ ہے کہ یہ دونوں الفاظ لغت میں قریباً ہم معنی ہیں۔ کسی نے همز کے معنے عیب چینی کے کئے ہیں اور همز کے معنے غیبت کے کئے ہیں اور کسی نے لمز کے معنے عیب چینی کے کئے ہیں اور همز کے معنے غیبت کے کئے ہیں۔ لیکن اس اختلاف کی اصل وجہ وہی ہے جو میں نے اپر بیان کی ہے کہ یہ دونوں لفظ قریب المعنى ہیں اور اس وجہ سے مختلف لوگوں کو ان کے معنے کرنے میں شبد واقع ہو گیا ہے پونکہ یہ دونوں الفاظ قریب المعنى تھے وہ پورے طور پر یہ فیصلہ نہیں کر سکے کہ اس آیت میں همز کن معنوں میں استعمال ہوا ہے اور لمز کن معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ اس کی ایک بڑی وجہ یہ بھی تھی کہ لغت کی تدوین بعد کے زمانہ میں ہوئی ہے۔ جب کسی علمی زبان کا دنیا میں رواج شروع ہوتا ہے اسی وقت اس کی لغت کی تدوین کی تکمیل نہیں ہو جاتی بلکہ آہستہ لغت کی کتابیں مدون ہوئی شروع ہوتی ہیں تب لوگ کسی صحیح نتیجہ پر پہنچتے ہیں اس سے پہلے نہیں۔ اسی وجہ سے جہاں تک لغت کا سوال ہے ابتدائی زمانہ کے مفسرین کے معنے ایسی تعمیں نہیں کرتے جیسی تعمیں بعد کے مفسرین کرتے ہیں کیونکہ بعد میں آنے والے مفسرین کو لغت کی تکمیل کتابیں مل گئیں جو پہلے موجود نہیں تھیں۔ مثلاً ہمارے زمانہ میں تاج العرب موجود ہے، لسان العرب موجود ہے اور لغت کی یہ دونوں کتابیں اپنے اندر بہت وسیع معلومات رکھتی ہیں اور ان میں بڑی بڑی باریکیاں بیان ہیں۔ لیکن تاج العرب آج سے تین سو سال پہلے لکھی گئی تھی اور لسان العرب آج سے چھ سو سال پہلے لکھی گئی تھی۔ اس سے قبل ایک لمبا عرصہ ایسا گزرا ہے جس میں لغت کی کتابیں مدون نہیں تھیں۔ گویا زبان کا یہ ایک بہت بڑا کمال ہے کہ تھوڑے عرصہ میں ہی اس نے اپنی لغت کو عروج تک پہنچا دیا۔ مگر پھر بھی میرے نزدیک ابھی اس میں ترقی کی گنجائش ہے اور یہ لغت زیادہ بہتر طور پر مکمل ہو سکتی ہے کیونکہ آئندہ لغت نے بعض جگہ سیر کرنے بخشیں نہیں کیں۔ لیکن پھر بھی ہمارے پاس جو کچھ ہے وہ اس قدر عظیم اشان علمی ذخیرہ ہے کہ انگریز مصنف لین پول ایک جگہ عربی لغت کا ذکر

Tafsirul Quran

کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ کاش ہماری زبان کی کوئی ایسی لغت ہوتی جیسی عربی زبان کی ہے۔ گواں فقرہ کے ذریعہ اس نے تسلیم کیا ہے کہ عربی زبان کی لغت مکمل ہے مگر میراخیال ہے جس رنگ میں ہم لغت کی تحقیق و تدقیق کرتے ہیں اور جس قسم کی تحقیق کی قرآن کریم کی تفسیر کے لئے ہمیں ضرورت پیش آتی ہے اس کو مُنظِر رکھتے ہوئے ابھی اور زیادہ لغت کی تحقیق کی ضرورت ہے۔ پرانی لغتوں میں ایک خفیف ساقفص یہ پایا جاتا ہے کہ بعض جگہ مفسرین کے اقوال کو بھی لغت میں شامل کر لیا گیا ہے۔ اگر اس ساقفص کو دور کر دیا جائے اور لغت کی حکمت کو زیادہ واضح کیا جائے تو عربی زبان کی ایک ایسی لغت مکمل ہو جائے گی جس کی مثال دنیا کی اور کسی زبان میں نہیں مل سکے گی۔

بہر حال جب دو قریب المعنى الفاظ آجا نہیں تو ان دونوں کا آپس میں جو اختلاف ہوتا ہے صرف اس کو لیا جاتا ہے۔ کیونکہ بلاغت کا یہ قاعدہ ہے کہ جب دو لفظ بولے جائیں اور وہ دونوں آپس میں مشترک معنے رکھتے ہوں تو وہ سرے لفظ کے صرف وہ معنے لینے چاہئیں جن میں اس کا پہلے سے اختلاف پایا جاتا ہو۔ یہ امر ظاہر ہے کہ مشترک معنوں کے لئے دو لفظوں کی ضرورت نہیں ہو سکتی ایک لفظ بھی پورا کام دے سکتا ہے۔ پس جب دو لفظ اکٹھے استعمال ہوں اور دونوں قریب المعنى ہوں تو ہمیشہ وہ سرے لفظ کے وہ معنے لئے جاتے ہیں جن میں وہ پہلے سے مختلف ہوں۔

ھمز اور لمز کے معنے کی تعین اس اصول کو مُنظِر رکھتے ہوئے دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔ پہلی صورت تو یہ ہے کہ ھمز کو مار پیٹ کے معنوں میں لیا جائے کیونکہ ھمز میں مار یا جسمانی ضرب کے معنے زیادہ پائے جاتے ہیں۔ اصل میں ھمز کے معنے کسر یعنی توڑنے کے ہوتے ہیں پس چونکہ اس کے اصل معنے توڑنے کے ہیں اس لئے ھمز میں مارنے پیٹنے کے معنے زیادہ پائے جاتے ہیں۔ پس ایک صورت تو یہ ہے کہ ہم ھمز کے معنے مارنے پیٹنے کے لیں اور لمز کے دوسرے معنے لے لیں یعنی عیب چینی وغیرہ کے۔ اور دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ ھمز کے معنے ہم غیبت کے کر لیں اور لمز کے معنے عیب چینی کے کئے جائیں۔ یہ فرق میں نے کیوں کیا ہے؟ یعنی میں کیوں کہتا ہوں کہ ھمز کے معنے مارنے پیٹنے کے ہیں اور لمز کے معنے عیب چینی کے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ فصح کلام میں ہمیشہ تدریج پائی جاتی ہے اور یہ تدریج کبھی اقسام کے لحاظ سے ہوتی ہے اور

کبھی ڈگری کے لحاظ سے۔ مثلاً ایک ادیب شخص اگر کسی کے متعلق یہ بیان کرنا چاہے گا کہ وہ کافی بوجھا اٹھا سکتا ہے تو وہ کہے گا کہ فلاں شخص ایک من بوجھا اٹھا سکتا ہے بلکہ دومن بھی اٹھا سکتا ہے۔ لیکن جو ادیب نہیں وہ کہے گا کہ فلاں شخص دومن بوجھا اٹھا سکتا ہے بلکہ ایک من بھی اٹھا سکتا ہے۔ ہر شخص جو اس فقرہ کو سنے گا یہ کہنے پر مجبور ہو گا کہ یہ فقرہ فصاحت سے گرا ہوا ہے کیونکہ جب اس نے یہ کہہ دیا تھا کہ فلاں شخص دومن بوجھا اٹھا سکتا ہے تو اسے علیحدہ طور پر

Tafsirul Quran

یہ کہنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی کہ وہ ایک من بو جھ بھی اٹھا سکتا ہے کیونکہ ایک من بو جھ دو من بو جھ میں شامل تھا۔ اسی طرح کوئی سمجھدار انسان نہیں کہے گا کہ فلاں شخص بڑا کام بھی کر سکتا ہے اور چھوٹا بھی۔ یا ایم اے پاس بھی ہے اور بی اے بھی۔ ہاں یہ ضرور کہے گا کہ فلاں شخص بی اے پاس ہے بلکہ ایم اے بھی پاس ہے یا فلاں بات کی مقدرت رکھتا ہے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر فلاں بات کے کرنے کی بھی اس میں اہلیت پائی جاتی ہے۔ یاد یہ ہے بلکہ شاعر بھی ہے۔ مگر پہلے بڑی بات بیان کی جائے اور پھر چھوٹی۔ یہ فصح کلام کے بالکل منافی ہوتا ہے۔ اس نقطہ نگاہ کے ماتحت اگر ہمز و لمز میں سے ایک کے معنے ہم غیبت کے کر لیں اور دوسرے کے معنے منہ پر عیب چین کے کرنے جائیں تو یہ بالکل درست ہوں گے کیونکہ ان معانی میں تدریج پائی جائے گی جو ہر فصح کلام کی ایک ممتاز خوبی ہوتی ہے۔ جو شخص غیبت کرنے کا عادی ہوتا ہے اس میں بہادری نہیں ہوتی۔ کچھ نہ کچھ ڈر اس کی طبیعت میں پایا جاتا ہے۔ گو عیب چین کرنے کے لحاظ سے دونوں گناہ گار ہوتے ہیں وہ شخص بھی گناہ کرتا ہے جو کسی کی پیچھے پیچھے عیب چین کرتا ہے اور وہ شخص بھی گناہ کرتا ہے جو کسی کے منہ پر اس کے عیوب بیان کرنے شروع کر دیتا ہے لیکن باوجود اس کے کوہ دونوں گناہ گار ہوتے ہیں پھر بھی ان میں ایک فرق پایا جاتا ہے۔ جس شخص میں بزدیلی زیادہ ہوتی ہے وہ پیچھے کے پیچھے عیب بیان کرتا ہے اور جو شخص شرارت میں بڑھ جاتا ہے وہ پیچھے پیچھے بھی عیب چین کرتا ہے اور سامنے بھی کسی کا عیوب بیان کرنے سے باز نہیں آتا۔ اس لحاظ سے ہمز اور لمز دونوں کے معانی میں ایک تدریج پائی جائے گی۔ ہمز سے وہ شخص مراد ہو گا جو غیبت کرتا ہے اور لمز سے وہ شخص مراد ہو گا جو غیبت ہی نہیں کرتا بلکہ منہ پر بھی گالیاں دینے لگ جاتا ہے۔

دوسری صورت میں نے یہ بتائی تھی کہ کبھی اقسام کے لحاظ سے بھی کلام میں تدریج پائی جاتی ہے۔ مگر اقسام سے میری مراد ظاہری قسمیں نہیں بلکہ وہ قسمیں ہیں جن کی علم النفس پر بنیاد ہوتی ہے۔ مثلاً مارپیٹ بظاہر اعتراض کرنے سے زیادہ سخت نظر آتی ہے لیکن دوسری طرف ہمیں یہ بھی نظر آتا ہے کہ بعض دفعہ غصہ میں آ کر انسان مار تو بیٹھتا ہے اور دوسرے کو برا بھلا بھی کہہ دیتا ہے لیکن سچائی کا انکار کرنا اس کے لئے بڑا مشکل ہو جاتا ہے۔ اب ظاہر سچائی کا انکار کم نظر آتا ہے اور مارپیٹ زیادہ سخت چیز دکھائی دیتی ہے لیکن علم النفس کے ماتحت مارپیٹ کم درج رکھتی ہے اور سچائی کا انکار بڑی خطرناک چیز ہے۔ مارنے کو تو ما نیں بھی اپنے پھوٹ کو مار لیتی ہیں۔ باپ بھی اپنے پھوٹ کو مار لیتے ہیں۔ استاد بھی اپنے شاگردوں کو مار لیتے ہیں لیکن اگر انہی کو پوچھا جائے کہ بتاؤ تمہاری مارپیٹ زیادہ سخت ہے یا پھوٹ کا جھوٹ بولنا یا کسی اور برائی میں ان کا ملوٹ ہونا زیادہ خطرناک ہے؟ تو ہر شخص کہے گا کہ مارپیٹ اخلاقی خرابیوں کے

Tafsirul Quran

مقابلہ میں کوئی حقیقت ہی نہیں رکھتی۔ اس تدریج کو مدنظر رکھتے ہوئے ویلیٰ لیکن ہمزةؑ میں ہمز کے معنے مارپیٹ کے لئے جائیں گے اور ہمز کے معنی عیب چینی کے ہوں گے یعنی وہ لوگ نہ صرف مارتے پیٹتے ہیں بلکہ یہاں تک ان کی نوبت پہنچ چکی ہے کہ جن امور کی صداقت ان پر واضح ہو چکی ہے ان کا بھی انکار کرتے ہیں یعنی وہ تمام حُسن جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ میں پایا جاتا ہے۔ وہ تمام خوبیاں جو اللہ تعالیٰ نے اسلام میں پیدا فرمائی ہیں اور وہ تمام بھلائیاں جو اسلامی تعلیم میں رکھی گئی ہیں۔ ان میں سے ایک ایک حُسن اور ایک ایک خوبی اور ایک ایک بھلائی کا وہ بڑی سختی سے انکار کر رہے ہیں۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ سچی باتیں کہتے ہیں تو ان کو جھوٹا قرار دیا جاتا ہے۔ وہ انصاف قائم کرتے ہیں تو ان کو ظالم کہا جاتا ہے۔ وہ امن قائم کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو ان کو فسادی بتایا جاتا ہے۔ غرض کوئی خوبی اور بھلائی ایسی نہیں جس کا کفار کی طرف سے انکار نہ کیا جا رہا ہو اور یہ حالت یقیناً ایسی ہے جو پہلی حالت سے زیادہ خطرناک ہے کیونکہ مارپیٹ میں تو صرف غصہ کا اظہار ہوتا ہے لیکن کسی سچائی کا انکار یا طعنہ زنی یاد و سروں کی تحقیر و تذلیل کا رتکاب ایسے امور ہیں جو اخلاق اور روحانیت کے کلی فقدان پر دلالت کرتے ہیں اور جن کے اثرات بہت دیر پا ہوتے ہیں اسی لئے کہا جاتا ہے کہ تلوار کے زخم مندل ہو جاتے ہیں مگر وہ زخم جوز بان کی چھری دوسروں کے قلب پر پیدا کرتی ہے کبھی مندل نہیں ہوتے۔ غرض مارپیٹ کی نسبت طعنہ زنی اور تحقیر و تذلیل کے کلمات جو دوسروں کے متعلق استعمال کئے جائیں بہت زیادہ سخت ہوتے ہیں۔ پس ہمز کے معنے مارنے پیٹنے کے ہیں اور ہمز کے معنے تحقیر و تذلیل اور سچائیوں کا انکار کرنے کے ہیں۔ بظاہر مارپیٹ زیادہ سخت نظر آتی ہے لیکن علم النفس کے ماتحت مارپیٹ کم درجہ رکھتی ہے اور سچائی کا انکار زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔ یہی حکمت ہے جس کی بناء پر اللہ تعالیٰ نے ہمزو پہلے رکھا اور ہمز جس میں اخلاقی برائی زیادہ تھی اس کا بعد میں بیان کیا۔ لوگ اپنی نادانی سے یہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یوں ہی ہمز کو پہلے رکھ دیا اور ہمز کو بعد میں۔ حالانکہ ہمز کو پہلے ہی رکھنا چاہیے تھا اور ہمز کو بعد میں ہی رکھنا چاہیے تھا۔ اگر ہمز کو پہلے اور ہمز کو بعد میں رکھا جاتا تو کلام اپنی فصاحت کھو بیٹھتا۔ یہ قرآن کریم کی ایک بہت بڑی خصوصیت ہے کہ اس نے جہاں بھی کسی لفظ کو استعمال کیا ہے موقع اور محل کو مدنظر رکھتے ہوئے استعمال کیا ہے۔ اگر اس لفظ کو ذرا بھی ادھراً دھر کر دیا جائے تو بہت بڑا نقش واقع ہو جاتا ہے۔

اس سورۃ میں گورسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے لوگوں کا خصوصیت سے ذکر کیا گیا ہے۔ لیکن اس سے ایک عام قاعدہ کا بھی استنباط ہوتا ہے۔ قرآن کریم کا یہ طریق ہے کہ وہ ایسے رنگ میں بات کرتا ہے کہ ہر زمانہ کے

Tafsirul Quran

لوگ اس سے فائدہ اٹھا سکیں اور کسی کے دل میں یہ سو سہ پیدا نہ ہو کہ یہ بات میرے متعلق نہیں بلکہ کسی گذشتہ زمانہ کے لوگوں کے متعلق ہے۔ بعض نے لکھا ہے کہ ہمزا اور لمزا میں مغیرہ، عاص بن واہل اور شریک کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ چونکہ یہ لوگ اسلام کے خلاف ہمیشہ ناجائز حرکات کیا کرتے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس سورہ کے ذریعہ ان کو انتباہ فرمادیا کہ اگر وہ اپنی شرارتوں سے باز نہ آئے تو ان پر عذاب نازل کر دیا جائے گا۔ مگر میرے نزدیک کوئی وجہ نہیں کہ اس سورہ کے وسیع مضمون کو اس طرح محدود کرنے کی کوشش کی جائے۔ اگر یہ سورۃ محض مغیرہ کے کسی فعل کی وجہ سے نازل ہوئی تھی یا صرف عاص بن واہل کو اس میں مخاطب کیا گیا تھا یا صرف شریک کا اس میں ذکر تھا تو اللہ تعالیٰ یہ بھی کہہ سکتا تھا کہ وَيْلٌ لِّعَاصِينَ وَأَئِلٍ يَا وَيْلٌ لِّمُغَيْرَةٍ يَا وَيْلٌ لِّشَرِيكٍ مَّرَّ اللَّهُ تَعَالَى نَهْنَهِ كہا بلکہ وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَّةٍ کہا ہے۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ کلام میں جب کسی خاص شخص کی تعین کردی جائے تو مضمون نامکمل ہو جاتا ہے مثلاً اگر ہم کہیں وَيْلٌ لِّيَزِيدٍ زید کے لئے بلکہ تھے تو ہر شخص یہ دریافت کرنے کی کوشش کرے گا کہ زید کیوں برا ہے یا اس میں کون سی خرابی پائی جاتی ہے کہ اس کے متعلق وَيْلٌ کا الفاظ استعمال کیا گیا ہے۔ لیکن اگر یہ کہا جائے کہ وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَّةٍ تو ہر شخص کہہ گا کہ یہ بالکل درست ہے جو نسبت کرتا ہے یا جسے عیوب چینی کی عادت ہے یا سچائیوں کا انکار کرتا ہے وہ ضرور برا ہے اور اس قابل ہے کہ اس کو سزا ملے۔

دوسرے قرآن کریم چونکہ ہر زمانہ کے لوگوں کی ہدایت کا سامان اپنے اندر رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے قیامت تک آنے والے تمام لوگوں کے لئے ایک مکمل دستور العمل قرار دیا ہے اس لئے اگر اس سورہ میں کسی کا نام لے لیا جاتا تو اس سے ہمیں کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا تھا۔ مثلاً اگر یہ کہا جاتا کہ وَيْلٌ لِّعَاصِينَ وَأَئِلٍ تو اس سے ہمیں کیا فائدہ ہو سکتا تھا وہ مر گیا اس کی اولاد بھی مر گئی۔ اولاد کی اولاد بھی مر گئی اور پھر اس اولاد کی اولاد بھی مر گئی۔ بلکہ اس کی اولاد بعد میں مسلمان بھی ہو گئی اور اسلام کی خدمت میں اس نے اپنی عمر بسر کر دی۔ اب ہمیں اس سے کیا فائدہ ہو سکتا تھا کہ وَيْلٌ لِّعَاصِينَ وَأَئِلٍ یا وَيْلٌ لِّمُغَيْرَةٍ یا وَيْلٌ لِّشَرِيكٍ لیکن جب یہ کہا گیا کہ وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَّةٍ تو قیامت تک ہر شخص کو فائدہ پہنچ سکتا ہے اور ہر شخص کو شکش کرے گا کہ میں ہمزا لمزا نہ بنوں۔ پس چونکہ قرآن کریم ایک دائمی شریعت ہے جس میں ہر زمانہ کے لوگوں کی اصلاح کا سامان رکھا گیا ہے اس لئے قرآن کریم وہ الفاظ استعمال کرتا ہے جو قیامت تک کام آنے والے ہوں اور جن سے ہر زمانہ کے لوگ فائدہ اٹھاسکتے ہوں۔

پس اگر بعض اشخاص کے نام لے لئے جاتے تو اس کلام کا فائدہ اسی زمانہ میں ختم ہو جاتا اور ہمارے لئے یہ آیات محض ایک گذشتہ تاریخ کا ورق بن جاتیں۔ ہم سمجھتے کہ کوئی عاص بن واہل تھا جس پر عذاب آیا یا کوئی مغیرہ تھا جس

Tafsirul Quran

میں فلاں خرا بیاں پائی جاتی تھیں یا کوئی شریک تھا جو اس قسم کی عادات رکھتا تھا۔ چنانچہ جب ہم اس سورۃ پر پہنچتے فوراً کہہ الٹھتے کہ ہمیں اس سے کیا غرض یہ ایک پرانا واقعہ بیان کیا جا رہا ہے ہمیں اس کو پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ لیکن اب ہم ایسا نہیں کہہ سکتے۔ اب ہر شخص مجبور ہے کہ ان آیات کو پڑھے اور مجبور ہے اس امر پر کہ وہ ہمزہ اور ہمزہ نہ بننے تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کی نارِ ضلگی کا مورد نہ بن جائے۔ پس خواہ یہ آیاتِ مغیرہ کے متعلق ہوں یا عاص بن وائل کے متعلق یا شریک کے متعلق۔ اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ میں شخصی بحث نہیں کی بلکہ فلسفیانہ بحث کی ہے اگر شخصی بحث کی جاتی تو یہ کلام متذوک ہو جاتا لیکن فلسفیانہ بحث کی وجہ سے پہلے بھی یہ کلام بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچاتا رہا ہے، اب بھی پہنچا رہا ہے اور آئندہ بھی پہنچاتا رہے گا اور جس شخص میں بھی یہ بتیں پائی جائیں گی اس کے دل میں یہ احساس پیدا ہو گا کہ میں اپنی اصلاح کی طرف توجہ کروں ایسا نہ ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کی نارِ ضلگی کا مورد نہ جاؤں۔ بہرحال اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَيُلِّيْ لِكُلِّ هُمَّزَةٍ لَمَّاْ ہر شخص جو دوسروں کو کچل کر آپ پڑا بنا چاہتا ہے یادوں سروں کی عیب چینی میں مشغول رہتا ہے اسے یاد رکھنا چاہیے کہ اگر وہ اپنی ان حرکات سے بازنیں آئے گا تو اللہ تعالیٰ کا اعذاب اس پر نازل ہو گا۔ اس صورت میں ہمز کے معنے تو عیب چینی کے ہوں گے۔ ہمز کے معنے متکبر اور مغرور انسان کے ہوں گے کیونکہ مار پیٹ ہمیشہ مغرور انسان کا شیوه ہوتا ہے اور اس کی غرض اس قسم کے ظالمانہ سلوک سے یہی ہوتی ہے کہ وہ دوسرے کو کچل دے اور اس پر اپنی طاقت کا اظہار کرے۔

دوسری صورت میں اس کے یہ معنے ہوں گے کہ اپنی نعمتوں کو کھو بیٹھے گا اور سخت حسرت اور افسوس کرے گا۔ ہر وہ شخص جو دوسروں کی غیبتیں کرتا ہے بلکہ غیبت پر ہی مخصر نہیں منہ پر بھی دوسرے کے عیوب بیان کر دیتا ہے اور اس بات کی کوئی پروا نہیں کرتا کہ میں جھوٹ بھی بول رہا ہوں اور دوسرے کا دل بھی دکھار رہا ہوں۔

غیبت کے متعلق بعض لوگوں میں یہ غلط فہمی پائی جاتی ہے کہ اگر کسی کا کوئی سچا عیب اس کی عدم موجودگی میں بیان کیا جائے تو وہ غیبت میں داخل نہیں ہوتا ہاں اگر جھوٹی بات بیان کی جائے تو وہ غیبت ہوتی ہے حالانکہ یہ صحیح نہیں غیبت کا اطلاق ہمیشہ ایسی سچی بات پر ہوتا ہے جو کسی دوسرے کو بدنام کرنے کے لئے اس کی غیر حاضری میں بیان کی جائے اگر جھوٹی بات بیان کی جائے گی تو وہ غیبت نہیں بلکہ بہتان ہو گا۔ احادیث میں آتا ہے ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ غیبت تو بری چیز ہوئی اگر اپنے بھائی کا کوئی سچا عیب اس کی عدم موجودگی میں بیان کیا جائے تو آیا یہ تو منع نہیں؟ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی کی عدم موجودگی میں اس کا سچا عیب بیان کرنا ہی غیبت ہے ورنہ اگر دوسرے کے متعلق جھوٹی بات بیان کی جائے تو یہ بہتان بن

Tafsirul Quran

جائے گا۔ (مسلم کتاب البر والصلة والاداب باب تحریم الغيبة) اسلام نے غیبت کی ممانعت کے متعلق جو حکم دیا ہے اس میں حکمت یہ ہے کہ بسا واقعات انسان دوسرے کے متعلق ایک رائے قائم کرتا ہے اور وہ اپنے آپ کو اس رائے میں حق بجانب بھی سمجھتا ہے لیکن درحقیقت اس کی رائے صحیح نہیں ہوتی۔ ہم نے بیبیوں دفعہ دیکھا ہے کہ ایک شخص دوسرے کے متعلق ایک قطعی رائے قائم کر لیتا ہے اور اسے یقین ہوتا ہے کہ میری رائے درست ہے لیکن ہوتی گلط ہے۔ ایسی صورت میں اگر دوسرا شخص سامنے بیٹھا ہوگا اور اس کے متعلق کسی رائے کا اظہار کیا جائے گا تو لازماً وہ اپنی برآت کرے گا اور کہے گا کہ تمہیں میرے متعلق غلط فہمی ہوئی ہے میرے اندر یہ فہص نہیں پایا جاتا۔ پس خواہ کسی کے نزد یک کوئی بات سچی ہو جب وہ دوسرے شخص کی عدم موجودگی میں بیان کرتا ہے اور وہ بات ایسی ہے جس سے اس کے بھائی کی عزت کی تنقیص ہوتی ہے یا اس کے علم کی تنقیص ہوتی ہے یا اس کے رتبہ کی تنقیص ہوتی ہے تو قرآن کریم اور احادیث کی رو سے وہ گناہ کارتکاب کرتا ہے کیونکہ اس طرح اس نے اپنے بھائی کو اپنی برآت پیش کرنے کے حق سے محروم کر دیا ہے۔

چونکہ یہ سورہ گلذشتہ ترتیب کے مطابق رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کے متعلق ہے اس لئے اس سورہ میں اس زمانہ کے کفار کا حال بتایا گیا ہے کہ ان کا رات دن یہ کام رہتا تھا کہ مسلمانوں کو مارتے ان کو مصائب اور ہنکالیف میں بنتا کرتے اور ان پر قسم قسم کے مظالم توڑتے پھر اس کے ساتھ ہی ان کا یہ بھی شیوه تھا کہ وہ ہر جگہ مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈا کرتے رہتے یعنی صرف خود ہی ان کے دشمن نہیں تھے بلکہ ان کی کوشش یہ ہوتی تھی کہ دوسرے لوگ بھی ان کے دشمن بن جائیں۔ آخر کسی کا عیب بیان کرنے کی کیا غرض ہوتی ہے یہی کہ دوسروں کو بھی برائیختہ کیا جائے۔ پس ہمارے لحاظ سے تو ان کی یہ حالت تھی کہ وہ مسلمانوں کو مارتے اور ان کو مختلف قسم کے مصائب میں بنتا کرتے۔ لیکن لمز کے لحاظ سے وہ اس بات کی کوشش کرتے تھے کہ باقی دنیا کو بھی مسلمانوں کا دشمن بنادیں کفار کی ان شرمناک حرکات کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ اس آیت میں بیان فرماتا ہے کہ وہ تمام اشخاص جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ کو دکھ دیتے اور دوسروں کے خلاف ہر وقت پر اپیگنڈا کرتے رہتے ہیں اور اس طرح پبلک کو بھی اسلام کے خلاف بھڑکانے کی کوشش کرتے ہیں انہیں یاد رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر ایسا عذاب نازل ہونے والا ہے جس سے ان کے دلوں کا چین بالکل اڑ جائے گا اور ان کی امید یہ سب خاک میں مل جائیں گے۔

Tafsirul Quran

الَّذِي جَمَعَ مَالًا وَعَدَدًا ﴿٦﴾

جو مال کو جمع کرتا اور اس کو شمار کرتا رہتا ہے۔

تفسیر۔ عام محاورہ کے مطابق اس آیت میں جَمَعَ الْمَالَ کے الفاظ ہونے چاہیے تھے مگر اللہ تعالیٰ نے جَمَعَ الْمَالَ کی بجائے جَمَعَ مَالًا فرمایا ہے۔ اس پرسوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا کیوں کیا ہے اور مَالًا کی تنوین اپنے اندر کیا حکمت رکھتی ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ تنوین اپنے اندر تین حکمتیں رکھتی ہے۔

اول۔ یہ تنوین تحقیر کی بھی ہو سکتی ہے۔

دوم۔ یہ تنوین تقبیح کی بھی ہو سکتی ہے۔

سوم۔ یہ تنوین تعظیم کی بھی ہو سکتی ہے۔

پہلی صورت میں الَّذِي جَمَعَ مَالًا کے یہ معنے ہوں گے کہ جس نے تھوڑا سا مال جمع کیا اور پھر اس پر فخر کرنے لگا۔ یہاں تھوڑے مال کا یہ مفہوم نہیں کہ اس نے کم روپیہ جمع کیا بلکہ مطلب یہ ہے کہ دنیا کا مال خواہ کسی نے ڈھیروں ڈھیر جمع کر لیا ہو بہر حال ایک فانی متاع ہے اور وہ خدا تعالیٰ کی دین اور اس کے بدلے کے مقابلہ میں کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔ اسی وجہ سے قرآن کریم میں دنیا کے اموال کے متعلق یہ صراحتاً فرمایا گیا ہے کہ فَمَا مَنَّاعَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا فِي الْآخِرَةِ إِلَّا قَلِيلٌ (السوبرہ: ۳۹) دنیا کی متاع آخرت کے مقابلہ میں نہایت قلیل چیز ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ انسان خواہ ساری دنیا کا مالک بن جائے بہر حال چالیس پچاس سال کے بعد مر جاتا ہے اور پھر اس حافظ سے بھی متاع الحیۃ قلیل ہے کہ انسان نے مر کر اگلے جہاں جانا ہے اگر کسی انسان نے اس مقام پر اپنے لئے کوئی سرمایہ جمع نہیں کیا تو دنیا کے اموال اسے کیا فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور اگر کسی انسان نے اس جگہ اپنے لئے سرمایہ جمع کیا ہوا ہے تو بھی اس کے مقابلہ میں دنیا کا مال کوئی حقیقت نہیں رکھتا غرض کوئی نقطہ نگاہ لے لو بہر حال دنیا کا متاع قلیل ہے۔ پس جَمَعَ مَالًا کے یہ معنے بھی ہو سکتے ہیں کہ جَمَعَ مَالًا قَلِيلًا۔ اس نے دنیا کی تھوڑی سی پونچی جمع کر لی اور پھر اس پر گھمنڈ شروع کر دیا کہ میں بڑا مال دار بن گیا ہوں۔

(۲) تقبیح کی صورت میں اس کے یہ معنے ہوں گے کہ الَّذِي جَمَعَ مَالًا حَرَامًا۔ ایسا مال اس نے جمع کیا جو نہایت ردی اور خبیث تھا۔ حالانکہ عالمی دنیا کا کام یہ ہوتا ہے کہ جب اسے کوئی گندی چیز ملے تو اسے اٹھا کر چینک دے نہ یہ کہ اسے حفاظت کے ساتھ اپنے گھر لے آئے۔ اگر کسی کو کوئی کھوٹا سکمل جائے تو وہ اسے اٹھا کر اپنی جیب میں نہیں رکھ لیتا یا اسے نجاست سے لھڑری ہوئی کوئی چیز مل جائے تو وہ اسے اپنے گھر میں نہیں لے آتا مگر ان لوگوں کی یہ حالت ہے کہ وہ مال اپنے پاس رکھتے ہیں جو گندہ ہے اور جسے خدا تعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہوئے اکٹھا کیا گیا ہے حالانکہ انہیں چاہیے تھا کہ ایسا مال فوراً چینک دینے اور ایک لمحہ کے لئے بھی اس کو اپنے پاس رکھنے کے لئے تیار نہ ہوتے۔

Tafsirul Quran

(۳) تعلیم کی صورت میں اس آیت کے یہ معنے ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ جمَعَ مَالًا گَشِّيَّا۔ جس نے بہت سا مال جمع کیا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ خدا تعالیٰ کی نگاہ میں لاکھوں روپیہ بھی بالکل حقیر چیز ہے لیکن بندہ جب اپنی نگاہ سے اس مال کو دیکھتا ہے تو اسے بہت بڑا مال معلوم ہوتا ہے اگر کسی کے پاس ہزار روپیہ بھی جمع ہو جائیں تو وہ خیال کرتا ہے کہ میرے پاس بہت روپیہ جمع ہو گیا ہے۔ حالانکہ ہزار روپیہ موجودہ زمانہ میں کوئی حقیقت ہی نہیں رکھتا۔ وہ مفسرین جنہوں نے ان آیات کو کفار مکہ پر چسپاں کیا ہے انہوں نے اللہ تعالیٰ جمَعَ مَالًا کے ماتحت لکھا ہے کہ شریک کے پاس پندرہ ہزار درہم تھے جن کی وجہ سے وہ دوسروں پر فخر کا اظہار کیا کرتا تھا (بhydr محيط سورۃ الهمزة زیر آیت اللہ تعالیٰ جمَعَ مَالًا وَ عَدَّهُ)۔ پندرہ ہزار درہم آج کل کے حساب سے صرف پانچ ہزار روپے بنتے ہیں اور یہ روپیہ موجودہ زمانہ کی دولت کے لحاظ سے کوئی حقیقت ہی نہیں رکھتا۔ ہندوستان میں ہی اگر کسی کے متعلق یہ کہا جائے کہ وہ بڑا مال دار ہے اس کے پاس پانچ ہزار روپے ہیں تو سب لوگ ہنس پڑیں گے کہ کیسی احتمانہ بات کہی گئی ہے پانچ ہزار روپے بھی کوئی چیز ہیں۔ مگر عرب میں یہ بہت بڑی دولت سمجھی جاتی تھی اور اگر کسی کے پاس اتنا روپیہ جمع ہو جاتا تو وہ خیال کیا کرتا تھا کہ اب مجھ سے بڑا اور کون ہو سکتا ہے میرے پاس تو پانچ ہزار روپے جمع ہیں۔ لیکن موجودہ زمانہ میں دنیا کی امارت کا یہ حال ہے کہ ہندوستان کے اکثر حصے ایسے ہیں جہاں صرف اسی شخص کو مالدار سمجھا جاتا ہے جس کے پاس دس پندرہ لاکھ روپے ہوں۔ لیکن اگر ہمیں چلے جاؤ تو وہاں دس پندرہ لاکھ والے کو کوئی شخص مالدار کہنے کے لئے تیار نہیں ہو گا وہاں اتنی نتوے لاکھ یا ایک کروڑ روپیہ رکھنے والے کو مالدار کہا جاتا ہے۔ اس کے بعد انگلستان چلے جاؤ تو وہاں ایک کروڑ روپیہ رکھنے والے کو کوئی شخص مالدار نہیں کہے گا وہاں دس پندرہ کروڑ رکھنے والے کو مالدار سمجھا جاتا ہے پھر امریکہ چلے جاؤ تو وہاں دس پندرہ کروڑ والے کو کوئی شخص مالدار نہیں کہتا وہاں ڈیڑھ دو کروڑ یا اس سے بھی زیادہ سالانہ انکر رکھنے والے کو مالدار سمجھا جاتا ہے۔ غرض امارت کا معیار موجودہ زمانہ میں بہت بلند ہو گیا ہے۔ لیکن عربوں کے لئے یہی بات بڑی تھی کہ ان میں سے کسی کے پاس پانچ چھ ہزار روپیہ جمع ہو گیا۔ پس جمَعَ مَالًا میں تو یعنی تعلیم کی بھی ہو سکتی ہے لیکن اس صورت میں یہ تعلیم اس انسان یا اس قوم کے نقطہ نگاہ سے ہو گی جس نے مال جمع کیا ہے اور آیت کے یہ معنے ہوں گے کہ وہ یہ خیال کرتا ہے کہ میں نے بڑا مال جمع کر لیا ہے۔ بہر حال اس آیت کے تینوں معنے ہو سکتے ہیں۔ یہ معنے بھی ہو سکتے ہیں کہ اس نے بہت سامال جمع کیا ہے، یہ معنے بھی ہو سکتے ہیں کہ اس نے معمولی سامال جمع کیا ہے اور یہ معنے بھی ہو سکتے ہیں کہ اس نے گندہ اور ردی مال جمع کیا ہے۔

عَدَّهُ - عَدَّهُ کے معنے جواوپر بیان کئے گئے ہیں وہ سب کے سب اس مقام پر چسپاں ہوتے ہیں چنانچہ

Tafsirul Quran

دنیا میں جس قدر بخیل لوگ پائے جاتے ہیں ان سب میں یہ تفاصیل ہوتا ہے کہ وہ روپیہ جمع کرتے ہیں اور پھر ہمیشہ گنتے رہتے ہیں کہ اب ہمارے پاس اتنے روپے ہو گئے ہیں اب ہزار روپیہ ہو گیا ہے، اب لاکھ روپیہ ہو گیا ہے، اب کروڑ روپیہ ہو گیا ہے۔ انہیں یہ خیال ہی نہیں آتا کہ اگر اس مال کو کسی فتح مند کام پر لگایا جاتا یا جن نوع انسان کی بھلانی کے کاموں پر صرف کیا جاتا تو کیسا اچھا ہوتا اور کتنے لوگوں کو اس سے فائدہ ہوتا۔ پھر یہ بھی ایک عام مرض بخیل لوگوں میں ہوتا ہے کہ وہ روپیہ توجع کرتے ہیں مگر قومی ضروریات تو الگ رہیں اپنی ذاتی ضروریات پر بھی اس کو خرچ کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ بخیل کی بڑی علامت یہ ہوتی ہے کہ جب اس سے کہا جائے کہ تم روپیہ کیوں خرچ نہیں کرتے تو وہ کہتا ہے کہ یہ روپیہ تو کسی دن کے لئے رکھا ہوا ہے پہلے ہی اس کو اس طرح خرچ کر دو۔ مگر اس کی ساری عمر گذر جاتی ہے اور اس کا وہ دن کبھی نہیں آتا۔ روپیہ غلق میں ہی بند رہتا ہے یہاں تک کہ وہ مر جاتا ہے۔ بعد میں اس کی اولاد شراب اور جوئے میں اس کے روپیہ کو بر باد کر دیتی ہے یا کچنڈیوں کے ناج گانے میں سب جاندہ لٹا دیتی ہے۔ لیکن اس کی اپنی حالت یہ ہوتی ہے کہ وہ خود بیمار ہو، اس کی بیوی بیمار ہو، اس کا بچہ بیمار ہو، اس کا بھائی بیمار ہو، اور اس سے کہا جائے کہ علاج کراؤ تو کہتا ہے یہ روپیہ تو کسی دن کے لئے رکھا ہوا ہے۔ اسی طرح اس کی ساری عمر کٹ جاتی ہے۔ وہ ننگا رہتا ہے، وہ بھوکا رہتا ہے، وہ بیمار رہتا ہے، وہ مصائب میں بنتا رہتا ہے، اس کے بیوی بچے تکالیف اٹھاتے ہیں مگر اس کا وہ دن نہیں آتا جس کے لئے اس نے روپیہ جمع کیا ہوا ہوتا ہے۔

تیرے معنے اس کے یہ ہیں کہ بجائے اس کے کوہ ماں خرچ کرے اور پبلک کورپیہ کے چکر سے فائدہ پہنچ وہ اپنے اس فعل کی خوبیاں بیان کرتا رہتا ہے اور دوسروں سے بھی یہی کہتا ہے کہ ہمیشہ روپیہ اپنے پاس رکھنا چاہیے اس کا یہ یہ فائدہ ہوتا ہے۔ یعنی بجائے اس کے کوہ اپنے اس فعل پر نادم اور شرمندہ ہو وہ فخر کرتا ہے اور دوسروں سے بھی یہی کہتا ہے کہ روپیہ کی انسان کو اپنی زندگی میں بڑی ضرورت پیش آتی ہے انسان کو چاہیے کہ وہ ذاتی یا قومی ضروریات کو نظر انداز کر دیا کرے گویا نادم اور شرمندہ ہونے کی بجائے وہ اللائگناہ پر فخر کرتا ہے۔

يَحْسَبُ أَنَّ مَالَةَ أَخْلَدَهُ ۝

وہ خیال کرتا ہے کہ اس کا مال اس (کے نام) کو باقی رکھے گا

تفسیر - يَحْسَبُ أَنَّ مَالَةَ أَخْلَدَهُ - اس آیت میں یہ مضمون بیان کیا گیا ہے کہ روپیہ خرچ کرنے میں

Tafsirul Quran

بخل سے کیوں کام لیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یَحْسُبُ أَنَّ مَالَةَ أَخْلَدَهُ۔ وہ گمان کرتا ہے کہ اس کا مال اس کی بقا کا باعث ہوگا یعنی مالدار لوگوں میں بخل کی بڑی وجہ یہ ہوتی ہے کہ ان کے دلوں میں یہ احساس ہوتا ہے کہ جمع کیا ہوا مال ہمارے خاندان کی عزت کا موجب ہوگا۔ اسی وجہ سے وہ تکالیف برداشت کرتے ہیں مگر روپیہ خرچ نہیں کرتے۔ ایک ادنیٰ بخل کے ذہن میں تو یہ بات ہوتی ہے کہ میں آج سے دس سال کے بعد اپنے بیٹے کی شادی پر یا اپنے مکان کی تعمیر پر روپیہ خرچ کروں گا مگر بڑے بخل کے ذہن میں یہ بات نہیں ہوتی۔ وہ چاہتا ہے کہ میں بھی روپیہ جمع رکھوں میری اولاد بھی روپیہ جمع کرتی جائے اور اس کی اولاد بھی روپیہ جمع کرتی جائے تاکہ ہمارے خاندان کا نام اور اس کی شهرت قائم رہے۔ وہ سمجھتا ہے کہ مال رہنے کی وجہ سے ہمارے خاندان کو دائمی عزت حاصل ہو جائے گی۔ حالانکہ اگر وہ سوچے تو اسے وزانہ یہ نظارے نظر آسکتے ہیں کہ ایک شخص بڑی مشکل سے روپیہ جمع کرتا ہے وہ خود بھوکار ہوتا ہے، پیاسا مار ہوتا ہے، نگار ہوتا ہے، یہاں رہتا ہے مگر روپیہ خرچ نہیں کرتا۔ چاہتا ہے کہ اس کے پاس کافی مال جمع ہو جائے مگر جب مر جاتا ہے تو اس کی اولاد تمام روپیہ عیاشی میں بر باد کر دیتی ہے۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ چونکہ مہاراجہ جموں کے شاہی طبیب تھے اس لئے ریاست کے کئی مالدار لوگوں سے آپ کے تعلقات رہا کرتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے ایک دفعہ ایک بڑا مالدار شخص مر گیا تو تھوڑے دنوں کے بعد یہ مجھے ایک شخص نے آکر کہا کہ اس کے بیٹے نے عجیب طرح روپیہ لٹانا شروع کر دیا ہے۔ میں نے کہا کس طرح؟ وہ کہنے لگا ایک دن وہ بازار میں سے گزر رہا تھا کہ اس نے ایک بزار کو تھان میں سے کچھ کپڑا چھاڑتے دیکھا جس میں سے چرکی آواز پیدا ہوئی۔ یہ آواز سے ایسی پسند آئی کہ اب اس کا دن رات بھی کام ہے کہ وہ بازار سے کپڑے کے تھان منگواتا ہے اور اپنے نوکروں سے کہتا ہے کہ میرے سامنے نہیں صح سے شام تک چھاڑتے رہو۔ کیونکہ کپڑے کے چھاڑنے سے جو چرکی آواز نہیں کھلتی ہے وہ مجھے بڑی اچھی معلوم ہوتی ہے۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے میں نے اسے بلا کر سمجھایا اور کہا کہ اس طرح روپیہ بر باد مت کرو یہ بالکل لغو طریق ہے۔ اس نے جواب دیا مولوی صاحب جومرا اس چر میں ہے وہ اور کسی چیز میں نہیں۔ تم اسے دماغ کی خرابی کہ لو گر آخ رہوا کیا؟ یہی کہ باپ نے جو روپیہ جمع کیا تھا وہ سب بر باد ہو گیا۔ باپ نے نامعلوم کن کن مصیبتوں سے روپیہ جمع کیا ہوگا مگر اللہ تعالیٰ نے اس کے بیٹے کے دماغ میں ایسی خرابی پیدا کر دی کہ اس نے تمام روپیہ بر باد کر دیا۔ اسی طرح ایسے ایسے بخل بنیے جو ساری عمر دال سے بھی روئی نہیں کھاتے اور روپیہ جمع کرتے رہتے ہیں ان کی اولاد میں سب روپیہ بر باد کر دیتی ہیں۔ پس فرماتا ہے یَحْسُبُ أَنَّ مَالَةَ أَخْلَدَهُ۔ وہ سمجھتا ہے کہ اس کا مال اسے ہمیشہ قائم رکھے گا۔ حالانکہ مال قائم نہیں رکھتا

Tafsirul Quran

بلکہ خدا تعالیٰ کا فضل قائم رکھتا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے کسی نیک آدمی کی اولاد کو سات پشت تک فاقہ کرتے اور بھیک مانگنے نہیں دیکھا (زبور باب ۷ آیت ۲۵)۔ حالانکہ کئی کروڑ پتی ایسے ہوتے ہیں جن کی اولاد میں اپنی زندگی کے دن فاقوں میں بر کر دیتی ہیں۔ پس خدا تعالیٰ سے تعلق ہی ایک ایسی چیز ہے جو انسان کو خلود بخشتا ہے۔ جو شخص انفاق فی سبیل اللہ سے کام لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے اموال کو بے دریغ خرچ کرتا رہتا ہے وہی شخص ہے جس کا مال اس کی بقاء کا باعث ہوتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ صحابہ سے فرمایا بتاؤ کیا تم میں سے کوئی شخص ایسا ہے جسے اس کے وارث کا مال اپنے مال سے زیادہ پسندیدہ ہو۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ ہمیں اپنے مال سے اپنے وارث کا مال زیادہ محبوب ہو۔ ہمیں تو وہی مال پسند ہوتا ہے جو ہمارا اپنا ہو۔ آپ نے فرمایا تو پھر یاد رکھو تمہارا مال وہی ہے جسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہو۔ ورنہ جو کچھ تمہارے مال میں سے باقی رہ جاتا ہے وہ تمہارا نہیں بلکہ تمہاری آنکھ کے بند ہوتے ہی اس پر قبضہ کر لیا جاتا ہے (بخاری کتاب الرفاقت باب ما قدم من ماله فهو له)۔ یہ حدیث اسی مضمون کو

بیان کرتی ہے کہ مال وہی کام آتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیا گیا ہو۔ کیونکہ دوسرا مال تو غیر وہ کے کام آتا ہے اور یہ مال انسان کے اپنے کام آتا ہے۔ اور اگر کوئی شخص ایسا ہو جو قیامت کے دن پر ایمان نہ رکھتا ہو اور اس کا یہ عقیدہ نہ ہو کہ مرنے کے بعد کوئی شخص جنت میں جاتا ہے اور کوئی دوزخ میں۔ اور جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنا مال خرچ کیا ہوا ہوتا ہے اسے بہت بڑا اجر ملتا ہے۔ تب بھی اتنی بات تو ہر شخص جانتا ہے کہ اگر قومی ضروریات پر روپیہ خرچ کیا جائے تو انسان کا نیک نام باقی رہ جاتا ہے اور لوگ تعریف کرتے ہیں کہ فلاں شخص قوم کا بڑا خادم تھا یا غرباء کا بڑا ہمدرد تھا یا تیامی و بیوگان کا بہت خیال رکھنے والا تھا۔ لیکن کیا یہ عجیب بات نہیں کہ لوگ ایک طرف تو یہ تسلیم کرتے ہیں کہ دوسرا کے مال سے انہیں اپنا مال زیادہ پیارا ہوتا ہے مگر عملًا وہ یہ کر رہے ہوتے ہیں کہ وہ مال جو انہوں نے اپنے ساتھ لے جانا ہوتا ہے یا جس نے ان کی نیک نامی کا موجب بننا ہوتا ہے اس سے تو وہ پیار نہیں

کرتے اور جو مال دوسروں کے کام آنے والا ہوتا ہے اس سے وہ پیار کرتے اور کوشش کرتے ہیں کہ مذہبی یا قومی ضروریات پر روپیہ خرچ کرنے کی بجائے اسے جمع رکھا جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیا ہوا مال ہی انسان کو خلود بخشتا ہے۔ جمع کیا ہوا مال خلود نہیں بخشتا۔

Tafsirul Quran

كَلَّا لِيُنْبَدَنَّ فِي الْحُطْمَةِ ⑤

ہرگز ایسا نہیں (جیسا اس کا خیال ہے بلکہ) وہ یقیناً (اپنے مال سمیت) (حطمہ میں پھینکا جائے گا۔

وَمَا آدْرِكَ مَا الْحُطْمَةُ ٦

اور (اے مخاطب) تجھے کیا معلوم ہے کہ یہ حطمہ کیا شے ہے۔

نَارُ اللَّهِ الْمُوْقَدَةُ ٧

یہ (حطمہ) اللہ تعالیٰ کی آگ ہے خوب بھڑکائی ہوئی

الَّتِي تَطْلِعُ عَلَى الْأَفْدَةِ ٨

بودلوں کے اندر تک جا پہنچے گی۔

تفسیر۔ اللہ تعالیٰ اس آیت میں کفار کو ان کا انجام بتاتا ہے کہ اس وقت تو ان کی یہ حالت ہے کہ وہ اپنی طاقت کے گھمنڈ میں مسلمانوں کو مارتے اور دکھدیتے ہیں۔ اسی طرح مال کے گھمنڈ میں وہ اپنے آپ کو معزز سمجھتے ہیں اور مسلمانوں کے متعلق کہتے ہیں کہ ان کی ہمارے مقابلہ میں حیثیت ہی کیا ہے۔ یہ لیل اور ادنیٰ درجہ کے لوگ ہیں یا جب مسلمان روپیہ خرچ کرتے ہیں تو کہتے ہیں یہ نیک نامی چاہتے ہیں، نمازیں پڑھتے ہیں تو کہتے ہیں دکھاوے کے لئے پڑھتے ہیں، صدقہ و خیرات دیتے ہیں تو کہتے ہیں نام و نمود کے لئے ایسا کرتے ہیں۔ غرض ان کے ہر نیک کام کو برے رنگ میں پیش کرتے ہیں۔ لیکن ان کی اپنی حالت یہ ہے کہ جس مقام پر وہ کھڑے ہیں وہ کوئی عزت بخشنا والانہیں۔ فرماتا ہے کلاؤ دشمن اس خیال میں نہ رہے کہ جس مقام پر مسلمان کھڑے ہیں وہ تباہی و بر بادی کی طرف لے جانے والا ہے اور جس مقام پر وہ اپنے آپ کو سمجھتا ہے وہ قائم رہنے والا ہے لیُنْبَدَنَّ فِي الْحُطْمَة وہ ایک بھر کنے والی آگ میں ڈالا جائے گا۔ یہ بھر کنے والی آگ کیا ہے؟ مفسرین نے اپنی عادت کے مطابق اسے قیامت پر چسپاں کیا ہے۔

لِيُنْبَدَنَّ فِي الْحُطْمَةِ سے مراد دنیا میں عذاب کا شکار ہونا ہے وہ کہتے ہیں کہ لیُنْبَدَنَّ فِي الْحُطْمَة کا مطلب یہ ہے کہ وہ دوزخ میں ڈالے جائیں گے۔ مگر میرے نزدیک چونکہ قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض لوگوں کے لئے دنیوی عذاب بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے مقدر ہوتے ہیں اور وہ بھی اپنی شدت کے لحاظ سے دوزخ کا عذاب کھلانے کے مستحق ہوتے ہیں۔ اس لئے حطمہ سے یہاں دنیا کی آگ مراد ہے اور اگر اس کے معنے توڑنے کے لئے جائیں تب بھی اس کے یہ معنے ہوں گے کہ ہم ان کی شوکت کو بالکل توڑ پھوڑ دیں گے۔

Tafsirul Quran

وَمَا أَذْرِكَ مَا الْحُكْمَةُ۔ قرآن کریم میں جہاں بھی مَا اذْرِكَ کے الفاظ آتے ہیں وہاں اس کے معنے یہ ہوتے ہیں کہ ہم نے اس مقام پر جو لفظ رکھا ہے وہ عربی زبان کے لحاظ سے کئی معنوں میں استعمال ہو سکتا ہے۔ لیکن ہمارے نزدیک اس لفظ کے یہاں فلاں معنے ہیں۔ علم طریق توبہ ہوتا ہے کہ جب کوئی ایسا لفظ آجائے جو کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہو تو اس کے سارے معنے لئے جاسکتے ہیں۔ لیکن جب خدا تعالیٰ کا یہ منشانہ ہو کہ سارے معنے لئے جائیں بلکہ یہ منشانہ ہو کہ صرف فلاں معنے لئے جائیں تو اس وقت کہہ دیا جاتا ہے کہ مَا اذْرِكَ تجھے کس نے بتایا ہے کہ اس کے کیا معنے ہیں۔ یعنی اس لفظ کے کئی معنے ہو سکتے ہیں لیکن ہم تمہیں بتاتے ہیں کہ اس مقام پر ہمارے مُنظّر کوں سے معنے ہیں۔

نَارُ اللَّهِ الْمُؤَقَّدُهُ الَّتِي تَطَلِّعُ عَلَى الْأَقْيَادِ۔ فرماتا ہے یہاں حکمة کے معنے اللہ تعالیٰ کی اس آگ کے ہیں جو خوب بھڑکائی گئی ہے۔ آگ دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک آگ وہ ہوتی ہے جسے بندے بھڑکاتے ہیں، وہ لکڑیاں جمع کرتے اور دیا سلانی سے آگ روشن کرتے ہیں اور ایک آگ وہ ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ جلاتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کی بھڑکائی ہوئی آگ بھی دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک آگ تو اگلے جہاں کی ہے جو وزن کی شکل میں ظاہر ہو گی اور ایک آگ ایسی ہوتی ہے جسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے دنیا میں ہی بھڑکایا جاتا ہے اور یہی وہ آگ ہے جسے عذاب کہا جاتا ہے۔ پس نَارُ اللَّهِ سے مراد اللہ تعالیٰ کا وہ عذاب ہے جو کفار کے لئے اس دنیا میں مقدرت ہا۔ لکڑی کی آگ پر پانی ڈالو تو وہ بجھ جاتی ہے جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جلانے کے لئے کفار نے خوب آگ بھڑکائی مگر اللہ تعالیٰ نے بادل بھیج دیئے۔ ادھر آگ روشن ہوئی اور ادھر بارش بر سی شروع ہو گئی جس سے تمام آگ بجھ گئی۔ آخر انہوں نے فیصلہ کیا کہ جانے دو آج بارش نے ہماری آگ بجھا دی ہے پھر کسی وقت ابراہیم کو آگ میں ڈال دیں گے مگر کفر کا جوش چونکہ عارضی ہوتا ہے انہی میں سے کچھ لوگ بول پڑے کہ ابراہیم بھی تو ہمارے رشتہ داروں میں سے ہے اس کو جلانے کا کیا فائدہ ہے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ بعد میں دو بارہ انہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جلانے کی کوشش نہیں کی۔ پس بندوں کی جلائی ہوئی آگ بجھ سکتی ہے جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بندوں کی جلائی ہوئی آگ سے سلامت نکال لیا لیکن خدا تعالیٰ کی جلائی ہوئی آگ میں سے کوئی شخص دوسرا کو نکال نہیں سکتا کیونکہ بسا وقت دل میں آگ لگ رہی ہوتی ہے اور انسان کوشش بھی کرتا ہے کہ میں اس آگ سے نکلوں مگر وہ نکل نہیں سکتا۔ چنانچہ اس آگ کی اللہ تعالیٰ نے خود ہی آگے تشریح کر دی ہے کہ تَطَلِّعُ عَلَى الْأَقْيَادَ ہماری یہ آگ دلوں پر بھڑکائی گئی ہے لکڑیوں کی آگ نہیں کہ پانی سے بجھ سکے یہ دل کی آگ ہے جس کے شعلے ان کو ہر وقت بجسم کر رہے ہیں۔ وہ مسلمانوں کی ترقی کو دیکھتے ہیں تو ان کے دل جلتے ہیں۔ غم و اندوہ سے کباب ہوتے جاتے ہیں۔ حسرت وafسوس سے ان کی زندگیاں تلنخ ہو رہی ہیں مگر ان کی سمجھ میں نہیں آتا کہ اس دکھ کا ہم کیا علاج کریں۔

Tafsirul Quran

ابو جہل کا دو انصاری لڑکوں کے ہاتھوں قتل

بدر کے موقع پر جب ابو جہل اپنے لشکر سمیت نکلا تو اس کو یہ خیال تک نہیں تھا کہ مسلمانوں سے ہماری جنگ ہونے والی ہے۔ خود مسلمان بھی یہ سمجھتے تھے کہ صرف کفار کے تجارتی قافلہ سے ان کا مقابلہ ہو گا۔ اسی وجہ سے بہت سے جاں ثار صحابہؓ اس جنگ میں شامل نہیں ہو سکے مگر اللہ تعالیٰ اپنی حکمت کے ماتحت کفار اور مسلمانوں کے لشکر کو آمنے سامنے لے آیا اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی صحابہؓ کو بتا دیا کہ اللہ تعالیٰ کا منشاء یہ ہے کہ کفار سے جنگ کی جائے جب دونوں لشکر صرف بستہ ہو گئے تو حضرت عبد الرحمن بن عوفؓ نے اپنے دائیں بائیں دیکھا۔ وہ کہتے ہیں میرے دل میں بڑی مدت سے یہ دلوں تھے کہ بھی کفار سے جنگ ہوتا ان مظالم کا بدلہ لوں جو وہ مسلمانوں پر کرتے چلے آئے ہیں مگر سپاہی تھی اچھا لڑکتا ہے جب اس کا دایاں اور بایاں پہلو مضبوط ہو جو اس کی پیٹھ کو دھمن کے حملہ سے محفوظ رکھے۔ حضرت عبد الرحمن فرماتے ہیں جب میں نے یہ دیکھنے کے لئے اپنے ارد گردنظر ڈالی کہ آج میرے دائیں بائیں کوں کھڑے ہیں تو میرا دل بیٹھ گیا کیونکہ میرے دائیں طرف بھی پندرہ برس کا ایک انصاری لڑکا کھڑا تھا اور میرے بائیں طرف بھی پندرہ برس کا ایک انصاری لڑکا کھڑا تھا۔ یہ دیکھ کر مجھے سخت حسرت پیدا ہوئی کہ آج میں اپنے دل کے حوصلے کس طرح نکالوں گا۔ کاش میرے دائیں بائیں کوئی مضبوط اور ماہر فن سپاہی ہوتے تاکہ میں بھی اپنی مہارت کے جو ہر دکھا سکتا۔ ان پندرہ پندرہ برس کے پھوٹے کیا کرنا ہے۔ وہ کہتے ہیں ابھی یہ خیال میرے دل میں گزرا ہی تھا کہ دائیں طرف کے انصاری نوجوان نے میرے پہلو میں آہستہ سے کہنی ماری۔ میں نے اس کی طرف مڑکر دیکھا تو اس نے کہا چاہی ذرا جھک کر اپنے کان میں میری بات سننا (عرب میں رواج تھا کہ بڑی عمر والوں کو چھوٹے بچے اور نوجوان چیچا کہا کرتے تھے) میں نے اس کی طرف کان جھکایا تو اس نے کہا چیقا وہ ابو جہل کوں سا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دکھ دیا کرتا تھا۔ میرا جی چاہتا ہے کہ آج اس سے بدلہ لوں۔ وہ کہتے ہیں اس سوال پر میرے دل میں سخت حیرت پیدا ہوئی کہ یہ چھوٹا سا بچہ مجھ سے کیا سوال کر رہا ہے۔ مگر ابھی میں نے اس کو کوئی جواب نہیں دیا تھا کہ بائیں طرف سے میرے پہلو میں کہنی لگی۔ میں اس کی طرف مڑا تو اس نے کہا چیقا ذرا جھک کر اپنے کان میں میری بات تو سننا۔ میں جھکا تو اس نے کہا چیقا ابو جہل کوں ہے۔ میں نے سنا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت دکھ دیا کرتا ہے۔ میرا جی چاہتا ہے کہ آج اس سے بدلہ لوں۔ ان دونوں نے آہستگی سے یہ بات اس لئے کہی کہ ان میں سے کوئی بھی یہ نہیں چاہتا تھا کہ میرا دوسرا ساتھی اس بات کوں لے اور وہ بھی اس شرف میں حصہ دار بن جائے۔ حضرت عبد الرحمن بن عوفؓ کہتے ہیں باو جو دتجربہ کا راوی ہو شیار جرنیل ہونے کے میرے دل کے کسی گوشہ میں بھی یہ خیال نہیں آتا تھا کہ میں ابو جہل کو مار سکوں گا۔ اس لئے جب ان دونوں جو لڑکوں نے مجھ سے یہ سوال کیا تو میری حیرت کی کوئی انہتائنا رہی۔ میں نے اپنی انگلی اٹھائی اور کہا دیکھو وہ جو فوج کے اندر کھڑا ہے جس نے سر پر خود پہنا ہوا ہے جو سر سے پاؤں تک زرہ میں ملبوس ہے اور جس کے سامنے دو بہادر سپاہی انگلی تواریں لئے پھرہ دے رہے ہیں وہ ابو جہل ہے۔ ان دونوں سپاہیوں

Tafsirul Quran

میں سے ایک ابو جہل کا اپنا بیٹا عکرمہ تھا اور دوسرا ایک اور بہادر سردار تھا۔ وہ کہتے ہیں ابھی میرا ہاتھ نیچنہیں گرا تھا کہ جس طرح باز چڑیا پر جھپٹا مارتا ہے اسی طرح وہ دونوں بے تحاشا دوڑ پڑے اور ایسی تیزی کے ساتھ دشمن کے لشکر میں جا گھسے کہ کفار حیرت سے منہ دیکھتے رہ گئے۔ انہیں ہوش ہی نہ آیا کہ وہ ان لڑکوں کو روکیں یہاں تک کہ وہ بڑھتے ہوئے ابو جہل کے سر پر جا پہنچے۔ اس وقت ایک محافظ کو خیال آیا اور اس نے تلوار چلائی جس سے ایک لڑکے کا ہاتھ کٹ گیا۔ مگر اس نے کوئی پرواہ کی اور جھٹ اپنے لٹکے ہوئے بازو پر اس نے پاؤں رکھا اور اسے کھینچ کر جسم سے الگ کر دیا۔ پھر دونوں نے آگے بڑھ کر ابو جہل کو ایسا شدید زخم کیا کہ وہ زمین پر گر گیا۔ گمراہ پچھہ دیر بعد۔

ابو جہل کے لئے اس دنیا میں جہنم کا نظارہ غرض جنگ ابھی شروع بھی نہیں ہوئی تھی کہ مدینہ کے دونوں جوان لڑکوں نے جن کو مکہ والے حقارت سے ذلیل کیا کرتے تھے ابوجہل کو مار گرا یا۔ مدینہ کے لوگ سبزی ترکاری پیچ کر گزارہ کیا کرتے تھے اور جس طرح ہمارے ملک میں بعض زمیندار اپنی بیوقوفی سے آرائیوں کو حقارت سے دیکھا کرتے ہیں اسی طرح مکہ والے مدینہ کے لوگوں کے متعلق کہا کرتے تھے کہ یہ سبزی ترکاری بیچنے والے لڑائی کے فنوں کو کیا جائیں۔ مگر اللہ تعالیٰ کا نشان دیکھو کہ انہی مدینہ والوں میں سے دونوں جوان لڑکوں نے ابو جہل کو مار ڈالا۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں جب لڑائی ختم ہو گئی تو میں یہ دیکھنے کے لئے نکلا کہ ابو جہل کا کیا حال ہے۔ میں نے دیکھا کہ وہ زخموں کی شدت کی وجہ سے کراہ رہا ہے۔ میں نے اسے کہا سناؤ کیا حال ہے؟ اس نے کہا مجھے اپنی موت کا غم نہیں کیونکہ سپاہی جنگ میں مر اہی کرتے ہیں۔ مجھے افسوس ہے تو یہ کہ مدینہ کے نوجوانوں نے مجھے مارا۔ (مسلم کتاب الجناد و السیر باب استحقاق القاتل سلب القتيل)۔ پھر اس نے عبد اللہ بن مسعودؓ سے کہا کہ مجھے زخموں کی وجہ سے سخت تکلیف ہے۔ تم صرف اتنا کرو کہ توار سے میری گردن کاٹ دو مگر دیکھنا ذرا لمبی کا نشان۔ کیونکہ جرنیلوں کی گردن ہمیشہ لمبی کاٹی جاتی ہے۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں میں نے اسے کہا تیری اس آخری حسرت کو بھی پورا نہیں کروں گا۔ چنانچہ میں نے ٹھوڑی کے قریب سے اس کی گردن کاٹی (سیرۃ الحلبیۃ الجزء الثاني غزوۃ الکبیری)۔ اب دیکھو ابو جہل کے دل میں اس وقت کتنی جلن ہو گی۔ کجا یہ کہ ابو جہل اس امید پر میدان میں آیا تھا کہ آج محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مار ڈالوں گا اور کجا یہ کہ پندرہ پندرہ برس کے دونوں جوان لڑکوں نے اسے مار ڈالا اور مارا بھی ایسی حالت میں کہ اس کے سامنے پھرہ کے لئے دوز بردست جرنیل کھڑے تھے۔ ایک ان میں سے اس کا اپنا لڑکا تھا اور ایک اور جرنیل تھا۔ پھر اس نے زرہ بھی پہنچی ہوئی تھی۔ خود بھی اس کے سر پر تھا۔ مگر کوئی تدبیر کام نہ آئی اور وہ ہزاروں حسرتیں لئے ہوئے اس جہاں سے گذر گیا۔ اس وقت اس کے دل میں جو آگ جل رہی ہو گی اور جس حسرت سے اس نے اپنی جان دی ہو گی اس کا کون اندازہ لگا سکتا ہے۔

Tafsirul Quran

اسی طرح صلح حدیبیہ کے موقع پر کفار نے جس شخص کو صلح کی گفتگو کے لئے اپنا لیڈر بنانے کا کریم جہاد و رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھا بڑے دھڑلے سے باتیں کر رہا اور رہا تھا پر رہا تھا مار کر اپنی فوکیت جتا رہا تھا کہ عین اسی وقت زنجیروں کی کھڑکھڑاہٹ کی آواز آئی شروع ہوئی۔ لوگوں نے دیکھا تو اسی سردار کا لڑکا گرتا پڑتا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آ رہا تھا۔ جب وہ قریب پہنچا تو اس نے کہا یا رسول اللہ میں آپ پر ایمان لا چکا ہوں۔ میرے باپ نے میرے پاؤں میں بیڑیاں ڈال کر مجھے گھر میں قید کر کھاتا تھا کہ میں بھاگ کر مدینہ نہ پہنچ جاؤں۔ آج یہ ادھر صلح کی گفتگو کے لئے آیا تو مجھے موقع مل گیا اور میں گرتے پڑتے یہاں پہنچ گیا (بخاری کتاب الشروط باب الشروط فی الحجّاد والمصالحة)۔ اس وقت اپنے بیٹے کی گفتگو سن کر کفار کے سردار کی جو حالت ہوئی ہوگی وہ کیسی عبرت ناک ہوگی وہ کفار کی طرف سے صلح کی گفتگو کے لئے آیا ہوا تھا اور سینہ تان کر بڑے فخر سے باتیں کر رہا تھا کہ عین اسی مجلس میں اس کا بیٹا آتا ہے اور اپنے آپ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں ڈالتے ہوئے کہتا ہے یا رسول اللہ میں آپ پر ایمان لاتا ہوں۔ غرض اللہ تعالیٰ نے ایسے ایسے سامان پیدا کئے کہ کفار کے دل ہر وقت جل کر خاکستر ہوتے رہتے تھے اور انہیں کچھ سمجھنیں آتا تھا کہ اس آگ کو بچانے کا ہم کیا انتظام کریں کوئی بڑا خاندان ایسا نہیں تھا جس کے افراد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں نہ آچکے ہوں۔ حضرت زیر ایک بڑے خاندان میں سے تھے حضرت طلحہ ایک بڑے خاندان میں سے تھے۔ حضرت عمر ایک بڑے خاندان میں سے تھے۔ حضرت عثمان ایک بڑے خاندان میں سے تھے۔ حضرت عثمان بن مظعون ایک بڑے خاندان میں سے تھے۔ اسی طرح حضرت عمر و بن العاص اور خالد بن ولید مکہ کے چوٹی کے خاندانوں میں سے تھے۔ عاص مخالف تھے مگر عمر و مسلمان ہو گئے۔ ولید مخالف تھے مگر خالد مسلمان ہو گئے۔ غرض ہزاروں لوگ ایسے تھے جو اسلام کے شدید دشمن تھے مگر ان کی اولادوں نے اپنے آپ کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں ڈال دیا اور میدان جنگ میں اپنے باپوں اور رشتہ داروں کے خلاف تلواریں چلا کیں۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانے میں شریک تھے کہ مختلف امور پر باتیں شروع ہو گئیں۔ حضرت عبد الرحمن جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بڑے بیٹے تھے اور جو بعد میں مسلمان ہوئے بدر یا احمد کی جنگ میں کفار کی طرف سے لڑائی میں شریک ہوئے تھے انہوں نے کھانا کھاتے ہوئے باتوں میں کہا۔ اباجان اس جنگ میں جب فلاں جگد سے آپ گزرے تھے تو اس وقت میں ایک پتھر کے پیچھے چھپا بیٹھا تھا اور میں اگر چاہتا تھا مگر کرے آپ کو ہلاک کر سکتا تھا مگر میں نے کہا اپنے باپ کو کیا مارنا ہے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا غذا نے تجھے ایمان نصیب کرنا تھا اس لئے تو نقش گیا ورنہ خدا کی قسم اگر میں تجھے دیکھ لیتا تو ضرور مار ڈالتا (روض الانف جلد ۳ صفحہ ۸۹، ۹۰)۔ غرض کفار کے لئے یہ ایک بہت بڑا عذاب تھا کہ جس مذہب کو مٹانے کے لئے وہ کمر بستہ رہتے تھے اسی مذہب میں ان کے اپنے بیٹے اور بھائی اور رشتہ دار شامل

Tafsirul Quran

ہونے لگ گئے ان واقعات کو دیکھ دیکھ کر ان کے دلوں میں کس قدر حسرت پیدا ہوتی ہو گی۔ کہ ہم میں سے کسی کی بیوی اسلام میں داخل ہے، کسی کا باپ اسلام میں داخل ہے، کسی کا بیٹا اسلام میں داخل ہے کسی کا کوئی اور دوست اور رشتہ دار اسلام میں داخل ہے گویا وہ تو اپنی جانیں اسلام کے مٹانے کے لئے صرف کر رہے تھے اور اللہ تعالیٰ انہیں میں سے ایک ایک کر کے لوگوں کو اسلام کی طرف کھینچ رہا تھا، حقیقت میں یہ ایک بہت بڑا عذاب تھا کہ جس مذہب کو کچلنے کے لئے وہ کھڑے تھے اسی مذہب میں ان کے اپنے دوست اور عزیز ترین رشتہ دار شامل ہو گئے اور وہ اسلام کا جھنڈا اپنے ہاتھوں میں تھامے ہوئے اپنے باپوں اور اپنے بھائیوں کے خلاف تلواریں چلانے لگ گئے۔ غرض فرماتا ہے نَارُ اللَّهُ الْمُوْقَدَةُ الَّتِي تَكَلِّمُ عَلَى الْأَقْوَدَةِ۔ اللَّهُ تَعَالَى كفار کے دلوں پر ایک شدید آگ بھڑکائے گا۔

إِنَّهَا عَلَيْهِمْ مُّؤْصَدَةٌ لَّا

(پھر) وہ (آگ) اور تیز کرنے کے لئے (ان پر) (سب طرف سے) بند کر دی جائے گی۔

فِيْ عَمَدٍ مُّهَلَّدَةٍ ۝

بیج ۲۹

در انحالیکہ (وہ لوگ اس وقت) لمبے ستونوں کے ساتھ بند ہے ہوں گے۔

تفسیر۔ اس آیت میں اس آگ کی شدت بیان کی گئی ہے جو کفار کے قلوب پر بھڑکائی جانے والی تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم اس آگ کو معمولی مت سمجھو۔

جس طرح بھٹی کی آگ سب آگوں سے زیادہ شدید ہوتی ہے کیونکہ اسے ہر طرف سے بند کیا ہوا ہوتا ہے اسی طرح کفار کے قلوب پر جو آگ بھڑکائی جانے والی ہے وہ بھی نہایت شدید ہو گی۔ اسے چاروں طرف سے بند کر کے رکھا جائے گا اور اس کی بھڑاس بھی باہر نہیں نکلے گی۔

آگ کے کفار پر بند کئے جانے سے مراد اس ”بند آگ“ کی مثال کفار مکہ کا وہ فیصلہ ہے جو انہوں نے جنگ بدر کے بعد کیا۔ اس جنگ میں چونکہ مکہ والوں کے تمام چوٹی کے لیڈر ہلاک ہو چکے تھے اس لئے انہوں نے سمجھا کہ اگر آج ماقم کیا گیا تو ہماری تمام عزت خاک میں مل جائے گی۔ چنانچہ انہوں نے فیصلہ کر دیا کہ کوئی شخص بدر میں ہلاک ہونے والوں پر روئے نہیں۔ یہ حکم اپنی نوعیت کے لحاظ سے نہایت شدید تھا مگر اپنی قوم کے فیصلہ کا احترام کرتے ہوئے مکہ کا ایک ایک فرد اپنے سینہ میں غم و الم کی ایک بے پناہ آگ دبا کر خاموش ہو گیا۔ ان کی آنکھیں اپنے مرنے والوں کی یاد میں آنسوؤں کی موسلا دھار بارش بر سانا چاہتی تھیں ان کی زبانیں آہ و فغاں اور

Tafsirul Quran

نالہ و فریاد سے ایک شور بر پا کرنا چاہتی تھیں مگر وہ کیا کر سکتے تھے قوم کا فیصلہ تھا کہ آج تمہارے لئے ماتم جائز نہیں۔

تم اپنی زبانوں کو بندر کھو۔ تم اپنے آنسوؤں کو مت گرنے دو ایسا نہ ہو کہ مسلمانوں تک یہ خبریں پہنچیں تو وہ خوش ہوں کہ ہم نے خوب بدلہ لیا۔ یہ حالت ایک لمبے عرصہ تک رہی۔ عورتوں کو اپنے خاوندوں پر، ماوں کو اپنے بیٹوں پر، بھائیوں کو اپنے بھائیوں پر، اور دوستوں کو اپنے دوستوں پر رونے کی اجازت نہیں تھی۔ ان کے سینے اس بند آگ کی تپش سے اندر ہی اندر جمل رہے تھے مگر قوم کے فیصلہ کی خلاف ورزی کی ان میں سے کسی میں جرأت نہیں تھی۔

ایک دن کسی مسافر کی اونٹی مر گئی اور اس نے مکہ کی گلیوں میں سے گذرتے ہوئے اس کے غم میں ماتم کا قصیدہ پڑھنا شروع کر دیا۔ یہ آوازن کر ایک بوڑھا شخص جس کے دونوں جوان بیٹے اس جنگ میں ہلاک ہو چکے تھے کو دکر اپنے گھر میں سے باہر نکل آیا اور اس نے بلند آواز سے کہا ہائے افسوس اس شخص کو اپنی اونٹی پر رونے کی اجازت ہے مگر مجھے جس کے دونوں جوان بیٹے جنگ میں مارے گئے ہیں روئے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ اس کا یہ کہنا تھا کہ یک دم تمام لوگ اپنے اپنے گھروں میں سے نکل آئے اور انہوں نے کہا ہم تو جل کر مر گئے ہیں۔ ہم آگ سے پہنکے جا رہے ہیں ہم اب زیادہ صبر نہیں کر سکتے۔ چنانچہ انہوں نے چوکوں اور بازاروں میں جمع ہو کر پیٹنا شروع کر دیا اور تمام مکہ میں ایک کہرام میج گیا (سریۃ ابن ہشام غزوہ بدرا زیر عنوان ذکر رؤیا عاتکہ بنت عبد المطلب)۔

غرض فرماتا ہے نَارُ اللَّهِ الْمُوْقَدَةُ الْقَيْمُونَ۔ تَقْلِيلٌ عَلَى الْأَقْدَةِ آگ ان کے دلوں پر خوب بھڑکائی جائے گی اور پھر وہ آگ چاروں طرف سے بند ہو گی۔ اس کے شعلے ان کی ایڑی سے لے کر چوٹی تک پہنچیں گے اور انہیں جلس کر کر کھدیں گے۔

فِي عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ - يَه عَلَيْهِمْ كَثِيرٌ مُحْبَرٌ وَرَكَا حَالٌ وَاقِعٌ هُوَ هُوَ اُوْرَمَادِيَه یہ ہے کہ مُؤْثِقِينَ فِي عَمَدٍ مُّمَدَّدَةٍ کفار کا یہ حال ہو گا کہ جب آگ ان پر بھڑکائی جائے گی تو وہ بڑے بڑے اوپنچے ستونوں سے بند ہے ہوئے ہوں گے۔ جس طرح ستون سے اگر کسی شخص کو باندھ دیا جائے تو اس کا جسم اکٹھا رہتا ہے اور باوجود کوشش کے وہ ادھر ادھر نہیں ہو سکتا اسی طرح فرماتا ہے ہم ان کفار کو ایسا عذاب دیں گے کہ وہ با وجود کوشش اور خواہش کے اس عذاب سے بچنے کا کوئی ذریعہ نہیں پائیں گے چنانچہ یہ پیشگوئی اس رنگ میں پوری ہوئی کہ ان کے دیکھتے ہی دیکھتے ان کے اپنے بیٹے، بھائی، دوست اور شنتی دار سب مسلمان ہو گئے کوئی اور قوم ابتداء میں مسلمان ہوتی تو شاید ان کو اتنی تکلیف نہ ہوتی مگر جب ان کے اپنے جگر گوشے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے اور انہوں نے اپنے آپ کو اسلام کی خدمت کے لئے وقف کر دیا تو یہ ان کے لئے ایسی ہی بات تھی جیسے کسی کو اپنچے ستون سے باندھ دیا جائے اور وہ حرکت تک نہ کر سکے۔ اپنچے ستونوں کے الفاظ اس لئے استعمال کئے گئے کہ عام طور پر سنگساری اور جلانے کے لئے کمر تک گڑی ہوئی لکڑی یا ستون سے باندھا کرتے تھے۔ بڑے ستون کہہ کر بتایا کہ جسم کا اوپر کا حصہ بھی جکڑا ہوا ہو گا۔

Tafsirul Quran

فِي عَمَدٍ مُّهَدَّدَةٍ كَدَوْمَعَنْ دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ فِي عَمَدٍ مُّهَدَّدَةٍ کو مُؤَصَّدَةٍ کی

صفت قرار دیا جائے۔ مُهَدَّدَةٌ کے معنی چونکہ مُطْلَوَةٌ کے ہیں اس لئے اس آیت کا یہ مطلب ہو گا کہ بڑے بڑے لمبے ستونوں میں آگ جل رہی ہو گی یعنی جس بھٹی میں وہ جلاۓ جائیں گے وہ بہت بلند ہو گی اور لمبے ستونوں سے بنی ہوئی ہو گی۔ یہ قاعدہ ہے کہ جتنی لمبی بھٹی ہوتی ہے اتنی آگ زیادہ تیز ہوتی ہے پس فِي عَمَدٍ مُّهَدَّدَةٍ میں ایک طرف تو اس آگ کی شدت بیان کی گئی ہے کہ وہ انہتا درجہ کی حدت اپنے اندر رکھتی ہو گی اور دوسری طرف یہ بتایا گیا ہے کہ کفار کی حالت ایسی ہو گی جیسے ستونوں سے بندھے ہوئے ہوتے ہیں۔ وہ بچنے کی بہت کوشش کریں گے مگر انہیں اپنے بچاؤ کی کوئی صورت نظر نہیں آئے گی۔ چنانچہ آخر یہی حالت کفار مکہ کی ہو گئی جب ان کے اپنے بیٹے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے تو ان کی بات کون سنتا تھا۔ اگر وہ ان سے کہتے بھی کہ تم ہم میں پھر واپس آ جاؤ اور اپنا آبائی مذہب اختیار کرو تو ان کی بات ماننے کے لئے کون تیار ہو سکتا تھا۔ یہ ایمان کا معاملہ تھا اس میں کسی باپ یا ماں کا کیا دخل تھا اور کون شخص ان کی بات مان سکتا تھا۔

غرض فِي عَمَدٍ مُّهَدَّدَةٍ کے دونوں معنے ہو سکتے ہیں۔ یہ بھی کہ ان کے لئے عذاب کی بھٹیاں بڑی بڑی اوپنجی بنائی جائیں گی اور یہ بھی کہ وہ بالکل بے کس اور بے بس ہو جائیں گے۔ انہیں عذاب پہنچ گا مگر وہ سر سے پاتک بندھے ہوئے ہوں گے کچھ کرنہیں سکیں گے۔

Tafsir-e-Kabir Vol. , pp. 256-279

Hadith

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "مَنْ دَعَا إِلَى هُدًى كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلُ أَجُورِ مَنْ تَبَعَهُ لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ أَجُورِهِمْ شَيْئًا، وَمَنْ دَعَا إِلَى ضَلَالٍ كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْإِثْمِ مِثْلُ آثَامِ مَنْ تَبَعَهُ لَا يَنْقُصُ ذَلِكَ مِنْ آثَامِهِمْ شَيْئًا".

(صحیح مسلم، کتاب العلم، باب من سن سنة حسنة أو سیئة، حدیث رقم 2674)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو شخص کسی نیک کام اور ہدایت کی طرف بلاتا ہے، اسے اس کے پیروکاروں کے جتنا ثواب ملے گا اور ان کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔ اور جو شخص کسی برے کام یا مگراہی کی طرف بلاتا ہے، اسے اس کے پیروکاروں کے گناہوں کے برابر گناہ ہو گا اور ان کے گناہوں میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔"

Fiqh

جنازہ کی نماز

جنازہ کی نماز (صلوٰۃ الجنازہ) اسلام میں فرضِ کفایہ ہے، یعنی اگر کچھ لوگ اس کو ادا کر لیں تو باقی لوگوں سے ذمہ داری ختم ہو جاتی ہے۔ یہ ایک سادہ اور باقار نماز ہے جس میں میت کے لیے اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور رحمت کی دعا کی جاتی ہے۔

تیاری

- میت کو اسلامی طریقے سے غسل دیا جاتا ہے اور کفن پہنایا جاتا ہے۔
- میت کو نمازوں کے سامنے قبلہ رخ رکھا جاتا ہے، سرقبلہ کی طرف ہوتا ہے۔

نیت (نیت کرنا)

- نماز کی قیادت کرنے والا امام اور جماعت دل میں یہ نیت کرتے ہیں کہ اللہ کی رضاکے لیے میت کے لیے جنازہ کی نماز پڑھ رہے ہیں۔

جنازہ نماز کا طریقہ

جنازہ کی نماز کھڑے ہو کر ادا کی جاتی ہے اور اس میں چار تکبیریں کہی جاتی ہیں۔ اس میں رکوع اور سجده نہیں ہوتا۔

مرحلہ وار طریقہ کار

1. پہلی تکبیر:

- امام "اللہا کبر" کہتا ہے، اور جماعت اس کے پیچھے ہاتھ کانوں تک اٹھا کر کہتی ہے۔
- سورہ الفاتحہ پڑھی جاتی ہے۔

2. دوسری تکبیر:

- امام دوبارہ "اللہا کبر" کہتا ہے، اور جماعت اس کے پیچھے کہتی ہے۔
- نبی اکرم ﷺ پر درود پڑھا جاتا ہے، جیسا کہ تشہید میں پڑھا جاتا ہے:
- اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ۔
- اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ، كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ، إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ۔

3. تیسرا تکبیر:

- امام "اللہا کبر" کہتا ہے۔
- میت کے لیے دعا کی جاتی ہے، جیسا کہ تصویر میں دکھائی گئی دعا، جس میں میت کے لیے مغفرت اور رحمت طلب کی جاتی ہے۔

4. چوتھی تکبیر:

- امام دوبارہ "اللہا کبر" کہتا ہے۔
- تمام مسلمانوں کے لیے دعا مانگی جاتی ہے، زندہ اور مردہ سب کے لیے، یاخموشی اختیار کی جاتی ہے۔

تاختنام

- چوتھی تکبیر کے بعد امام اور جماعت دونوں طرف سلام پھیرتے ہیں (کہتے ہیں "السلام علیکم ورحمة الله")۔

Tarbiyyat

Tarbiyyat

تربيت کسی فرد، معاشرہ یا گروہ کی ایسی نشوونما کا نام ہے جو انہیں انسانی بلندی کے اعلیٰ مدارج تک پہنچادیتی ہے۔ کسی بھی معاشرے کی اخلاقی و روحانی تعمیر و ترقی کے لیے ضروری ہے کہ ہر فرد بشر اُس میں حصہ لے اور اپنا کردار ادا کرے۔ اس ذمہ داری کو احسن رنگ میں ادا کرنے کا بہترین ذریعہ یہی ہے کہ ہم میں سے ہر ایک قرآن کریم کی تعلیم پر عمل کرتے ہوئے اپنی اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی کوشش کریں جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا أَنْفَسْكُمْ وَأَهْلِيْكُمْ نَارًا (التحريم: 7)

”اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو آگ سے بچاؤ۔“

یعنی مونوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی اصلاح کی طرف ہمیشہ متوجہ رہیں اور اپنی اولاد کی فکر کرتے رہیں اور ان کی نگرانی کرتے ہوئے زندگی کے ہر معاملہ میں اُن کی مناسب رہنمائی کریں اور اس رنگ میں اُن کی تربیت کریں کہ اُن کے اندر اللہ تعالیٰ کی محبت کا جذبہ موجود ہو جائے اور اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا ہر چیز اُن کی نظرؤں میں ہیچ ہو جائے۔

”اصل یہ ہے کہ بچپن سے ہی اطفال، ناصرات کے دماغ میں ڈالنے کی کوشش کی جائے کہ ہم احمدی ہیں۔ ہمارا مقصد صرف حظ اٹھانا نہیں بلکہ دین کو دنیا پر مقدم کرنا ہے۔ ہمیشہ اس مقصد کو سامنے رکھیں تو پھر غیروں کے ساتھ رشتؤں میں کمی ہوگی اور اپنے رشتہ نبھانے کی طرف توجہ ہوگی۔ دونوں لڑکی اور لڑکا اس بات کا خیال رکھیں کہ انہوں نے دین کو ترجیح دینی ہے اور دین کو دنیا پر مقدم کرنے کے عہد کو پورا کرنے کا خیال رکھنا ہے۔“

(ارشاد حضور انور ایڈہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بر موقع فیصلہ شوریٰ 2017ء)

ہماری تعلیم

مقدّس بانی سلسلہ احمدیہ کی تعلیم کا خلاصہ

خود آپ کے اپنے الفاظ میں

ماخوذ از کتاب کشتنی نوح

مصنف

حضرت مرزا غلام احمد قادریانی

بانی سلسلہ احمدیہ

کون میری جماعت میں ہے اور کون نہیں؟

ان سب باتوں کے بعد پھر میں کہتا ہوں کہ یہ مت خیال کرو کہ ہم نے ظاہری طور پر بیعت کر لی ہے ظاہر کچھ چیز نہیں خدا تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے اور اُسی کے موافق تم سے معاملہ کرے گا۔ دیکھو میں یہ کہہ کر فرض تبلیغ سے سبکدوش ہوتا ہوں کہ گناہ ایک زہر ہے اُس کو مت کھاؤ۔ خدا کی نافرمانی ایک گندی موت ہے اس سے پکو دعا کرو تا تمہیں طاقت ملے جو شخص دعا کے وقت خدا کو ہر ایک بات پر قادر نہیں سمجھتا بجز وعدہ کی مستثنیات کے وہ میری جماعت میں سے نہیں۔ جو شخص جھوٹ اور فریب کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص دنیا کے لائق میں پھنسا ہوا ہے اور آخرت کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم نہیں رکھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص پورے طور پر ہر ایک بدی سے اور ہر ایک بد عملی سے یعنی شراب سے قمار بازی سے بد نظری سے اور خیانت سے رشتہ سے اور ہر ایک ناجائز تصرف سے توبہ نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص پنجگانہ نماز کا التزام نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص دعا میں لگا نہیں رہتا اور انکسار سے خدا کو یاد نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص بدر فیق کو نہیں چھوڑتا جو اس پر بد اثر ڈالتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنے ماں باپ کی عزت نہیں کرتا اور امور معروفہ میں جو خلاف قرآن نہیں ہیں اُن کی بات کو

نہیں مانتا اور ان کی تعہید خدمت سے لا پرواہ ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص اپنی اہلیہ اور اُس کے اقارب سے نرمی اور احسان کے ساتھ معاشرت نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنے ہمسایہ کو ادنیٰ ادنیٰ خیر سے بھی محروم رکھتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص نہیں چاہتا کہ اپنے قصور وار کا گناہ بخشنے اور کینہ پرور آدمی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے ہر ایک مرد جو

بیوی سے یا بیوی خاوند سے خیانت سے پیش آتی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص اُس عہد کو جو اُس نے بیعت کے وقت کیا تھا کسی پہلو سے توڑتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے جو شخص مجھے فی الواقع مسح موعود و مہدی معہود نہیں سمجھتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے اور جو شخص امو معروفہ میں میری اطاعت کرنے کے لئے طیار نہیں ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے اور جو شخص مخالفوں کی جماعت میں بیٹھتا ہے اور ہاں میں ہاں ملاتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ ہر ایک زانی، فاسق، شرابی، خونی، چور، قمار باز، خائن، مرتشی، غاصب، ظالم، دروغ گو، جعل ساز اور ان کا ہم نشین اور اپنے بھائیوں اور بہنوں پر تھہمتیں لگانے والا جو اپنے افعال شنیعہ سے توبہ نہیں کرتا اور خراب مجلسوں کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔

یہ سب زہریں ہیں تم ان زہروں کو کھا کر کسی طرح نج نہیں سکتے اور تاریکی اور روشنی ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتی۔ ہر ایک جو پیچ در پیچ طبیعت رکھتا ہے اور خدا کے ساتھ صاف نہیں ہے وہ اُس برکت کو ہرگز نہیں پاسکتا جو صاف دلوں کو ملتی ہے کیا ہی خوش

آداب حیات

روحانیت کی بنیاد آدب پر موقوف ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے تھے: "اَنَّطَرِيْقَةُ كُلُّهَا آدَبٌ۔ جو شخص آدب کی حد سے باہر نکل جاتا ہے تو پھر شیطان اس پر غلبہ پالیتا ہے۔" (ملفوظات جلد دوم صفحہ 455) روحانیت کے تمام تر بنیادی آدب پر ہے، روحانی ترقی کے لئے ہم پر لازم ہے کہ ہم اسلام کے پیش کردہ آدب کو ہمیشہ ملحوظ رکھیں تاکہ وصال الہی کے جام نوش کر سکیں۔

نماز کے آداب

1. نماز ادا کرنے سے پہلے وضو کرنا ضروری امر ہے کیونکہ طہارت نماز کی کنجی ہے اور وضو سے بھی فارغ ہو لینا چاہئے۔
2. نماز کے لئے ضروری ہے کہ وہ پاک و صاف لباس میں ہو اور وضو کے لئے بھی حس و صاف ہو اور اس کا بدن بھی پاک صاف ہو۔
3. ہر نماز کو وقت پر ادا کریں، اوقات ممنوعہ میں نماز ادا نہ کی جائے۔
4. نماز ادا کرنے کے لیے قبلہ کی طرف منہ کرنا ضروری ہے۔
5. نماز ادا کرنے سے پہلے اپنے نماز کی نیت اور اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ مرکوز کرنی چاہیے اور نماز کے الفاظ کو سمجھ کر پڑھنے کی کوشش کرنی چاہیے اور ادھر ادھر کے خیالات ذہن میں نہ آئیں۔
6. جب اللہ اکبر کہہ کر نماز شروع کر دی جائے تو اس کے بعد کوئی غیر ضروری حرکت نہ کی جائے جیسے بتیں کرنا، یا بتیں سننا، اشارہ کرنا، ہلنا یا وہ کھانسنا وغیرہ۔ بلکہ توجہ سے نماز ادا کی جائے اور نظر سجدہ گاہ کی طرف رکھنی چاہیے۔
7. نماز میں کسی چیز کا سہارا نہیں لینا چاہیے اور نہ ہی ایک پاؤں پر کھڑا ہونا چاہیے۔ نماز ہمیشہ خشوع اور توجہ سے پڑھنی چاہیے اور نماز کی تمام حرکات مثلًا قیام، رکوع، سجدة اور قعدہ کو صحیح طور پر ادا کیا جائے۔
8. مقررہ عبادات، دعائیں مشروع دعاؤں کے ساتھ پڑھنی چاہیے۔ مسنون دعاؤں کے علاوہ وہ نماز میں اپنی زبان میں بھی دعائیں مانگی جاسکتی ہیں۔ مگر رکوع اور سجدة میں قرآنی دعائیں نہیں اور آیات نہیں پڑھنی چاہیے۔
9. نماز پڑھنے والے کے آس پاس سور شرابا اور بتیں کرنا منع ہے۔
10. بیماری کی حالت میں بیٹھ کر یا لیٹ کر اشارہ سے نماز ادا کرنا چھوڑنا جائز نہیں ہے۔
11. صفين بالکل سیدھی ہونی چاہئیں اور نمازی کے درمیان میں کھڑا ہونے پر جگہ خالی نہ ہو۔
12. باجماعت نماز ادا کرتے وقت امام کی حرکت سے پہلے کوئی حرکت نہ کریں بلکہ امام کی مکمل پیروی کریں۔
13. نمازِ جمعہ سے قبل خطبہ خاموشی سے سنیں اگر کسی کو خاموش کروانا ہو تو بھی اشارہ سے خاموش کروائیں۔ کیونکہ خطبہ بھی نمازِ جمعہ کا ہی حصہ ہوتا ہے۔
14. نماز سے فارغ ہونے کے بعد کی دعائیں ضرور پڑھیں۔ فور آٹھ نہیں جانا چاہیے بلکہ تھوڑی دیرز کر لہی میں گزاریں اور نماز کے بعد کی ترتیب کو بحال رکھیں۔

(ماخوذ از آداب حیات، بکر مہ امۃ الرفیق ظفر صاحب، ص: 47 تا 69، تعلیمی و تربیتی نصایب پاکستان، ص: 47 تا 71)

ایسی نماز کو جو ہمارے کاموں اور آرام کے اوقات میں آتی ہو اور جسے قرآن کریم نے "الصلوٰۃ الوضطی" کے نام سے یاد کیا ہے، اس کا خاص خیال رکھنا چاہیے۔

